امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72

مورخہ ۲۴ رشعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۸ رمارچ ۲۰۲۲ء بروز سوموار

شمارہ نمبر 13

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا ڈاکٹر اقبال نیرؒ
■ دبستان خیر آباد، حکایات اہل دل
■ دو صحافیوں پر کام کی ضرورت
■ دینی مدارس اور زکوۃ
■ تقویٰ اور پرہیزگاری، مومن کا لازمی وصف
■ امارت کی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اردو صحافت: دو سو سال کا تاریخی سفر

باخبر ہونا اور رہنا انسان کی ضرورت ہے، اس سے انسان کے تجسس کی تسکین ہوتی ہے اور ملکی اور تنظیمی کاموں کی انجام دہی اور فیصلے لینے میں سہولت بھی، قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام تک خبر پہونچانے کے لیے ہد ہد کا ذکر ہے، بعد کے دور میں یہ کام کبوتر سے لیا جانے لگا، مغل بادشاہوں نے اس کے لیے منزل اور چوکیاں بنائیں تاکہ تیز رفتاری کے ساتھ خبروں کے ارسال اور ترسیل کا کام کیا جا سکے، یہ کام زیادہ منظم انداز میں ہوا اور عوام تک بھی احوال و کوائف پہونچیں اس کے لیے مختلف ملکوں میں اخبارات کا سلسلہ شروع ہوا اور ہر ملک نے اپنی زبان میں اس کو رواج دیا، ہندوستان میں مغلیہ دور میں فارسی کا چلن تھا اس لیے اخبارات فارسی میں جاری کیے گئے، پھر دھیرے دھیرے اردو کا چلن ہوا، شاعری اردو میں ہونے لگی، جامع مسجد کی سیڑھیوں پر اردو زبان کو فروغ ملا اور یہ پلنے اور بڑھنے لگی، چنانچہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اخبارات بھی اردو میں نکالے جائیں، اس طرح اردو کا پہلا اخبار جام جہاں نما کے نام سے ۲۷ر مارچ ۱۸۲۲ء کو نکلا، اور اب ۲۷ر مارچ ۲۰۲۲ء کو اردو صحافت نے دو سو سال کا کامیاب تاریخی سفر مکمل کر لیا۔

دو سو سال کی تاریخ کو مختصر مضمون میں سمیٹنا ایک دشوار تر عمل ہے، خصوصا اس لیے کہ اردو صحافت ان دو سو سالوں میں تناور درخت ہی نہیں، شاخ در شاخ ہو گئی ہے، اب صحافت صرف نامہ نگاری اور خبروں کی ترسیل ہی کا نام نہیں ہے، اس میں مضامین، تبصرے، تجزیے، کالم نگاری سب کا دخول ہو گیا ہے، پھر موضوعاتی اعتبار سے بھی اس میں خاصہ تنوع پیدا ہو گیا ہے، اب مذہبیات، معاشیات، فلمیات، کھیل کود وغیرہ کے لیے صفحات مختص ہیں، خواتین اور اطفال کے صفحات اس پر مستزاد، اسی طرح پہلے اخبارات روزنامے ہوا کرتے تھے، لیکن اب صحافت کے دائرے میں ہفتہ واری پرچے، ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی رسائل، جرنل اور خبر ناموں نے بھی اپنی جگہ بنالیا ہے، عوامی ذرائع ابلاغ کا عصری منظر نامہ بھی کافی بدل گیا ہے، پہلے صرف پرنٹ میڈیا تھا پھر الکٹرونک میڈیا آیا اور اب سوشل میڈیا کی وسعت نے صحافت کو ایک نئے رنگ و آہنگ سے دو چار کر دیا ہے، اب صحافت انٹرنیٹ کے ذریعہ بھی ہو رہی ہے، بڑی تعداد میں برقی اخبارات ورسائل آن لائن نکل رہے ہیں اور ان کے قاری کا حلقہ پرنٹ میڈیا سے کہیں زیادہ ہے، بصیرت، ملت ٹائمس، قندیل، علماء بہار، ارباب دانش ڈیجیٹل، امارت سوشل میڈیا ڈسک، اردو میڈیا فوم، اردو دنیا، اس آر میڈیا، العزیز میڈیا گروپ وغیرہ کے قاری کا پرنٹ میڈیا سے کہیں زیادہ ہے، ان تمام قسم کے اخبارات ورسائل میں کسی حیثیت سے بھی جو جڑ گیا ہے، وہ صحافی کہلاتا ہے، المیہ یہ بھی ہے کہ اخبارات کے مالکان جن میں کئی دو چار سطر لکھنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے، وہ بھی بڑے صحافی کہلاتے ہیں، ایڈیٹر مالکان ہوتے ہیں اور ان کی طرف سے دوسرے لوگ مضامین اداریے تبصرے لکھتے رہتے ہیں اور مالک مدیر کی حیثیت سے مشہور اور معروف ہو جاتا ہے، میں اسے استحصال سمجھتا ہوں ان حضرات کا جو واقعتا صحافی ہیں، لیکن ایسا ہوتا ہے اور خوب ہوتا ہے، اردو صحافت کے اس دو سو سال کے آخری پڑاؤ پر ہم لوگ جس دور میں جی رہے ہیں اردو صحافت یہاں تک پہونچ گئی ہے، اس کے بعد اور کون کون مراحل آئیں گے، اللہ جانے۔ اس معاملہ میں روزنامہ ہمارا سماج کی تعریف کرنی ہوگی کہ جو اداریہ لکھتا ہے اس کا نام اس کالم میں باضابطہ درج ہوتا ہے۔

جہاں تک اخبارات کے مشمولات کا معاملہ ہے، وہ ہر دور میں اپنی ضرورت کے اعتبار سے رہا ہے، شاہی دور حکومت میں تو نہیں! البتہ انگریزی عہد حکومت اور اس کے بعد بھی اردو اخبارات نظریاتی اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم رہے، ایک حصہ حکومت موافق رہا اور دوسرا حکومت مخالف، آج بھی حالات کچھ ایسے ہی ہیں، البتہ پہلے جو رویہ اختیار کیا جاتا تھا اس میں کہیں نہ کہیں ضمیر کی آواز بھی شامل ہوتی تھی، اب ایسا نہیں ہے، اب حکومت کی موافقت میں ہر نا جائز کو جائز کہنے کا جو طریقہ رائج ہو گیا ہے اور جو گودی میڈیا کا طرۂ امتیاز ہے وہ ضمیر کی آواز پر نہیں حکمراں طبقے کی حصول رضا مندی اور قوت خرید پر موقوف ہے، اب کم صحافی ہیں، جو حق کی بات کہتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ہم غیر جانب دار نہیں، حق کے طرف دار ہیں، جن لوگوں نے اس انداز کی صحافت کی ان میں اردو کے اولین شہید صحافی مولوی محمد باقر تھے، جن کے ہفت روزہ دہلی اردو اخبار نے انگریزوں کی ناک میں دم کر دیا تھا، بعد کے دور میں مولانا ابو الکلام آزاد کے الہلال، مولانا محمد علی جوہر کے ہمدرد، مولانا غلام رسول مہر اور عبد المجید سالک کے ''انقلاب'' مولانا حسرت موہانی کے اردوئے معلی اور مولانا ظفر علی خان کے زمیندار کا شمار ایسے ہی اخبارات میں ہوتا ہے، جس نے حق کی آواز بن کر عوامی بیداری کا کام کیا اور ملک کی آزادی کے لیے راستے ہموار کیے، مذہبی اور مشرقی اقدار کا صحافت میں ذکر ہو تو مولانا عبد الماجد دریا آبادی کے صدق اور سچ کو کس طرح فراموش کیا جا سکتا ہے، مولانا عبد الماجد دریا آبادی صاحب طرز ادیب وصحافی تھے، وہ چھوٹے چھوٹے جملے میں پتے کی بات کہہ جاتے تھے، کبھی کبھی ان کے ایک جملہ کا تبصرہ دوسروں کے بڑے بڑے مقالوں پر بھاری پڑ جاتا تھا، جب جوش ملیح آبادی کی یادوں کی برات آئی تو انہوں نے مختصر ترین تبصرہ کیا اور لکھا کہ ''ننگی اور گندی کتاب ہے''، صحافت کی دنیا میں مولانا عبد الماجد دریا آبادی کے طرز کو تو کوئی برت نہیں سکا، لیکن مذہبی روایات اور دینی خبروں کی اشاعت کے اس سلسلہ کو مولانا عثمان فارقلیط نے الجمعیۃ کے ذریعہ اور مولانا عثمان غنی نے پہلے ''امارت'' اور پھر ''نقیب'' کے ذریعہ تسلسل عطا کیا، مولانا عثمان غنی کے بے باک اداریوں نے انگریزوں کو اس قدر اپنی طرف متوجہ کیا کہ ''امارت'' سے ضمانت طلب کی گئی، جرمانہ لگایا گیا، مدیر کو قید کی سزا سنائی گئی اور ضمانت کی رقم ادا نہ ہونے کی وجہ سے ''امارت'' کو بند کر دینا پڑا، کم وبیش نوے سال سے جاری نقیب ترجمان امارت شرعیہ آج بھی اسی روش پر قائم ہے اور ان دنوں اس کے اداریے ملک کے اخبارات ورسائل میں نقل کیے جاتے ہیں اور اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے، ہفت روزہ اخبار میں نئی دنیا دہلی بھی قارئین کو زمانہ دراز تک اپنی گرفت میں رکھنے میں کامیاب رہا، اس کے جذباتی مضامین اور اداریے شاہد صدیقی کی ادارت میں انتہائی مقبول رہے، ''عوام'' نے بھی اس روش پر چلنا چاہا، لیکن اسے کامیابی نہیں ملی۔

دو سو سالہ اس سفر کے آخری ستر سالوں کو دیکھیں تو جمیل مہدی کے عزائم، پٹنہ سے نکلنے والے صدائے عام، سنگم، ساتھی، قومی تنظیم، پندار، فاروقی تنظیم وغیرہ نے قارئین کے بڑے حلقے کو اپنے فکر ونظر سے متاثر کیا، اردو صحافت کی بد نصیبی رہی کہ صدائے عام، ساتھی وغیرہ کو بند ہو جانا پڑا، سنگم نکل رہا ہے لیکن غلام سرور کا قلم موجود نہیں ہے، غلام سرور صحافت کی دنیا کا شیر تھا، اور بجا طور پر انہیں شیر بہار کہا جاتا تھا، جو بقول کلیم عاجز عمر کی آخری منزل میں سیاست کے پنجرے میں قید ہو گیا تھا، بڑی زیادتی ہوگی اگر ہم یہاں پر راشٹریہ سہارا کا ذکر نہ کریں، جو عزیز برنی کی ادارت کے دور میں مسلمانوں کا انتہائی پسندیدہ اخبار تھا اور تاریخ کے حوالے سے عزیز برنی کے مضامین ومقالات اور اداریے کو قارئین حق کی ترجمانی سمجھا کرتے تھے۔

اردو صحافت کی اصول سازی کی بات کریں تو اس میں ''قومی آواز'' کا کردار بڑا اہم رہا ہے، اسی طرح اردو صحافت پر جو نشیب وفراز آئے اور اسے جو ارتقاء کے مراحل نصیب ہوئے، ان میں بھوپال، کشمیر، بنگلور، پٹنہ، لکھنؤ، کولکاتہ وغیرہ کے اخبارات ورسائل کی جد وجہد اور تعمیری انداز میں کام آگے بڑھانے کے ذوق وجذبہ کا بھی بڑا عمل دخل رہا ہے، اردو صحافت کو آگے بڑھانے میں جدید ٹکنالوجی کے استعمال اور اردو نیوز ایجنسیوں کی خدمات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، اس طرح اردو صحافت کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اور خبروں کو مصدق بنانے کے لیے پروگرام کی تصویروں کے استعمال نے اردو اخبارات کو قارئین کی پسند بنایا، ان اخبارات نے اردو کی ترویج واشاعت اور اسے گھر گھر پہونچانے کی مثالی خدمات بھی انجام دی، اس طرح ہم اردو کو مقبول بنانے میں اردو اخبارات کے اس اہم کردار کو فراموش نہیں کر سکتے۔

اخبارات سے آگے بڑھ کر تحقیقی، مذہبی، تعلیمی اور ادبی رسائل کا رخ کریں تو تہذیب الاخلاق علی گڈھ، معارف اعظم گڈھ، تحقیقات اسلامی علی گڈھ، مطالعات دہلی، بیسویں صدی، ہدیٰ، دربھنگہ ٹائمز، تمثیل نو، ہما، پاکیزہ آنچل، شب خون، تعمیر حیات اور برہان دہلی کی اپنی اہمیت رہی ہے، معارف آج بھی پرانی آب وتاب کے ساتھ نکل رہا ہے، برہان کے مرحوم ہونے کا غم تو آج بھی ستا رہا ہے، بیسویں صدی کا سالنامہ تو نکل جاتا ہے لیکن خوشتر گرامی کے دور کے ماہنامہ بیسویں صدی کو اب مرحوم سمجھنا چاہیے، رحمن نیر کے وقت تک اس میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی، لیکن اب وہ بات کہاں، اردو میں اکلوتا فلمی رسالہ ''شمع'' بھی بجھ گیا ہے، ایک زمانہ میں اس کے معمے بڑے مقبول تھے اور فلموں پر تبصرے پڑھنے، تصویریں دیکھنے کے ساتھ معمے بھرنے کے لیے بھی لوگ اس کے خریدار بنتے تھے، مذہبی رسائل میں عامر عثمانی کی زندگی تک ''تجلی'' برصغیر ہند وپاک کا مقبول ترین رسالہ تھا، اس کے اداریے، تجلی کی ڈاک، کھرے کھوٹے اور ملا ابن العرب کا مزاحیہ کالم مسجد سے میخانے تک پڑھنے کے لیے لوگ بے تاب رہتے تھے، بعد میں ان کے داماد حسن صدیقی نے اسی انداز پر نکالنے کی کوشش کی لیکن چلا نہیں پائے اور رخ بدل کر ''طلسماتی دنیا'' نکالنے لگے، عامر عثمانی پوری زندگی جن اوہام ورسومات کے خلاف لکھتے رہے ان کے بعد ان کے وارثوں نے اپنی معاشی مضبوطی کے لیے انہیں خطوط پر کام شروع کر دیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

رمضان کا استقبال کیسے کریں؟

”فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ“ تم میں سے جو کوئی رمضان کا مہینہ پائے لازم ہے کہ وہ مہینہ بھر روزہ رکھے“ (سورہ بقرہ)

مطلب: رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہونے والا ہے، اس ماہ مبارک کے استقبال میں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے لئے جنت کو سنوارتے اور سجاتے ہیں، جس طرح انسان دنیاوی زندگی میں کسی معزز مہمان کی آمد پر اپنے گھروں کو مزین کرتا ہے، رنگ وروغن اور صاف وصفائی کا اہتمام کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے لئے جنت کی زیبائش اور آرائش فرماتے ہیں، تاکہ ان کا اعزاز واکرام کیا جاسکے، اس لئے مومنانہ شان یہ ہے کہ ہم اس نعمت کو حاصل کرنے کے لئے تگ ودو شروع کردیں، پابندی سے ایک ماہ کا روزہ رکھیں، پنج گانہ نمازوں کا باجماعت اہتمام کریں اور ذکر وتلاوت سے اپنی زبان کو ہمیشہ تر رکھیں، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں صدا بہار جنت کے بالاخانوں میں جگہ نصیب فرمائے، جہاں عیش وتنعم کی زندگی ہوگی، فرشتے سلام کریں گے اور مبارکباد دیں گے، یاد رکھئے کہ چند گھنٹوں کی بھوک و پیاس کو برداشت کرکے ایک ماہ کی مدت گذار لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے، جب بندہ ہمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوا کرتی ہے اور مشکل آسان ہوجاتی ہے، کیونکہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ انسان معمولی اور عارضی فائدے کے لئے جسمانی مشقتیں برداشت کرتا ہے، گرمی اور سردی کی بھی پرواہ نہیں کرتا وہ مستقل حصول نفع کی جدوجہد میں لگا رہتا ہے تو کیا دائمی نفع کے لئے تھوڑی سی بھوک و پیاس کو برداشت نہیں کرسکتا، حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے لکھا کہ حکم کرنے والا حکم دیتا ہے، پیام لانے والا پیام سناتا ہے، آج تھوڑی سی بھوک اور پیاس، تھوڑا سا پرہیز اور ضبط نفس، آج کی تھوڑی سی تکلیف اور احتیاط کل لازوال نعمتوں، غیر محدود رحمتوں، بے حد وحساب لذتوں میں تبدیل ہوکر رہے گی، ڈاکٹروں اور طبیبوں کے مشورے سے، اپنے جسم کے درددکھ دور کرنے کی خاطر ہم مسہل لیتے ہیں، فاقے کرتے ہیں، فصد کھلواتے ہیں، کلوروفارم سونگھ کر بے ہوش ہوجاتے ہیں، آپریشن کراتے ہیں، روح کی پاکیزگی کی خاطر، مسرت دائمی کی غرض سے، سرور ابدی کے لئے، راحت سرمدی کے لئے چند گھنٹے کی بھوک و پیاس کو برداشت کرنے، فجر سے غروب آفتاب تک خواہشات نفس کو قابو میں رکھنے پر آمادہ نہ ہونا، دنیا کے کس شیوہ خرد، کس قانون عمل کے موافق ہے (سچی باتیں) کاش ہم ان مبارک دنوں اور راتوں کی قدر کریں، ان کے حقوق ادا کریں، کیا خبر دوبارہ اس مہمان عزیز سے ہماری ملاقات ہو نہ ہو، پھر کیوں نہ جی بھر کے اس کا اعزاز واکرام کیا جائے اور اس کی برکات سے نفع اٹھایا جائے۔

امن وعافیت کی دعاء کیجئے

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا جائے، اس کے لئے رحمت کے تمام دروازے کھول دیئے گئے، اللہ کے نزدیک سب سے محبوب دعا یہ ہے کہ بندہ اس سے عافیت کی زندگی طلب کرے“ (ترمذی شریف)

وضاحت: دنیاوی زندگی میں بہت سی چیزیں توفیق الٰہی سے ملتی ہیں، جو انسان کے اندرونی جذبات اور کیفیات سے ظاہر ہوتی ہیں، کسی شخص کے پاس مال ودولت کی فراوانی ہے، صحت وتندرستی کی بھی دولت ہے، مگر کسی نادار محتاج کے سر پر دست شفقت پھیرنے اور اس کی حاجت روائی کرنے کی توفیق سے محروم ہے، ایسے شخص کی دولت وتوانائی کاغذی گلدستہ کی مانند ہے جو دیکھنے میں تو بڑا خوشنما ہے، مگر خوشبو سے تہی دامن ہے، ہاں جس کو ضرورت مندوں کی حاجت روائی کی توفیق ملی تو گویا اس نے اللہ کو راضی کرلیا، اب اللہ جل شانہ اس کے نتیجہ میں بہت سی بے بہا نعمتوں سے نوازتا ہے، اللہ سے توفیق کا مانگنا، عجز وانکساری کے ساتھ اس کے حضور اپنی ہتھیلیاں پھیلانا گویا اللہ کی عظمت وکبریائی کا اعتراف کرنا ہے، کیونکہ جب کوئی بندہ اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو پھر اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کی جائز تمناؤں اور حاجتوں کو پوری فرماتا ہے، اس لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی پسندیدہ چیز نہیں، اللہ اپنے بندوں کی بات سنتے ہیں اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتے ہیں، آپ نے چھوٹے بچوں کو دیکھا ہوگا کہ جب ماں اسکو مارتی ہے تو اس وقت بھی وہ ماں کی گود میں چپکا رہتا ہے بلکہ اور زیادہ گھستا ہے، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ میری ماں مجھے مار رہی ہے، کیوں؟ اس لئے کہ وہ بچہ یہ بھی جانتا ہے کہ ماں پٹائی تو کررہی ہے لیکن اس پٹائی کا علاج بھی اسی کے پاس ہے اور مجھے شفقت اور محبت بھی اسی کی آغوش میں مل سکتی ہے، اس لئے جب کوئی ناگوار واقعہ پیش آئے تو یہ سمجھئے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اسی کی آغوش رحمت میں مجھے پناہ مل سکتی ہے، اسی کی طرح رجوع ہوں اور اخلاص وللٰہیت کے جذبے کے ساتھ امن وعافیت کی دعا کریں، یہ اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے کہ بندہ اپنے لئے قلبی سکون کی دعاء کرے، اگر سکون قلب حاصل ہوگیا تو بڑی نعمت مل گئی، کیونکہ تمام مصائب اور پریشانیوں کی جڑ ذہنی تناؤ ہے، اگر انسان اس انتشار ذہنی سے محفوظ ہوگیا اور عافیت کی زندگی مل گئی تو وہ کامیاب انسان ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کا کثرت سے ورد کرے، یہ دعاء پریشانیوں اور بیماریوں کی دوا ہے، جس میں سب سے ہلکی بیماری فکر وپریشانی ہے، جس کے ورد سے زائل ہوسکتی ہے۔

جو بچتا ہو غموں سے آپ کا دیوانہ ہوجائے

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

باہر کے لاؤڈ اسپیکر سے نماز تراویح مزاج شریعت کے خلاف ہے

س: رمضان میں بہت سارے لوگ ایسے مائک سے نماز تراویح پڑھاتے ہیں جس کی آواز باہر کے لاؤڈ اسپیکر سے پورے محلہ اور آبادی میں گونجتی ہے جس سے برادران وطن کو تکلیف ہوتی ہے اور نمازیوں کی نماز میں خلل ہوتا ہے، ایسا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

ج: نماز میں قرآن کریم کتنی آواز میں پڑھا جائے اس سلسلہ میں اللہ پاک کا واضح ارشاد ہے: ”وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَالِكَ سَبِيْلًا“ سورۃ الاسراء: ۱۱۰)

اپنی نماز نہ زیادہ بلند آواز میں پڑھو اور نہ بالکل آہستہ (بلکہ) اس کے درمیان کا راستہ اختیار کرو، صحیح بخاری میں اس حکم کا پس منظر یہ بیان کیا گیا ہے، مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے رفقا کو نماز پڑھاتے اور زور سے قرآن مجید پڑھتے تو مشرکین مکہ قرآن کریم، اللہ رب العزت اور حضرت جبرئیل علیہ السلام تینوں کو برا بھلا کہتے اور ان کی شان میں گستاخیاں کرتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ قرآن بہت زور سے نہ پڑھیں کہ مشرکین سنیں اور گستاخیاں کریں اور اتنا آہستہ بھی نہ پڑھیں کہ نماز میں شریک صحابہ بھی نہ سن سکیں، بلکہ درمیانی راستہ اختیار کریں۔

”عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا، قال نزلت ورسول الله صلی الله علیه وسلم مختفی بمکة کان اذا صلی باصحابه رفع بالقرآن فاذا سمع المشرکون سبو القرآن ومن انزله ومن جاء به، فقال الله تعالیٰ لنبیه صلی الله علیه وسلم وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ ای بقرائتک فیسمع المشرکون فیسبو القرآن ولاتخافت بها عن اصحابک فلاتسمعهم وَابْتَغِ بَيْنَ ذَالِكَ سَبِيْلًا“ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر: ۶۸۶/۲، باب سورۃ بنی اسرائیل)

قرآن کریم کے اس حکم سے معلوم ہوا کہ جہاں قرآن کریم کو زور سے پڑھنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہو، اسلام کے دشمن اس کو گستاخی اور بے ادبی کا ذریعہ بناتے ہوں تو وہاں اس سے احتراز کرنا چاہئے، تاکہ ہم بالواسطہ شعائر دین کی بے احترامی کا سبب نہ بنیں (مستفاد: آسان تفسیر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی: ۸۴۰/۱)

تراویح میں لاؤڈ اسپیکر خواہ مسجد کے منارہ پر ہو یا کسی گھر یا ہال کے چھت پر قرآن کی آواز باہر محلہ اور پوری آبادی میں پھیلانا جہاں قرآن وحدیث کے حکم کے صریح خلاف ہے وہیں بہت سارے مفاسد کے حامل بھی ہے، مثلاً:

۱- لاؤڈ اسپیکر سے گونجنے والی غیر معمولی آواز سے غیر مسلموں بالخصوص ان مریضوں کی راحت وآرام اور نیند میں خلل ہوتا ہے جنہیں راحت وآرام کی سخت ضرورت ہوتی ہے جس کی وجہ سے انہیں سخت ناگواری ہوتی ہے، برا بھلا کہتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں اور اسلام وشعائر اسلام کے ساتھ گستاخیاں کرتے ہیں، ظاہر ہے اسلام ان چیزوں کو بالکل پسند نہیں کرتا اور حکم دیتا ہے: ”وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَالِكَ سَبِيْلًا“

۲- یہ وقت عبادت کا ہوتا ہے، ہر طرف لوگ عبادت میں مشغول ہوتے ہیں، عورتیں، مریض اپنے گھروں میں بہت سارے لوگ مسجدوں یا عبادت خانوں میں عبادت کررہے ہوتے ہیں، باہر سے آنے والی لاؤڈ اسپیکر کی آواز عبادت میں مصروف لوگوں کی عبادت میں خلل ڈالتی ہے، جس سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں معتکف تھے کچھ لوگوں کو زور سے قرآن پڑھتے سنا تو آپ نے اپنے خیمہ کا پردہ ہٹا کر صحابہ کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: **الاان کلکم مناج ربه فلایوذین بعضکم بعضا ولایرفعن بعضکم علی بعض القرأة“ (صحیح ابن خزیمة: ۱۱۶۲ / ۱۹۰/۳)**

تم میں سے ہر ایک اپنے رب سے سرگوشی کررہا ہے (اور بآواز بلند قرآن پڑھنے سے دوسروں کی عبادت اور سرگوشی میں خلل پہونچتا ہے جس کی وجہ سے انہیں تکلیف ہوتی ہے) اس لئے کوئی کسی کو ہرگز تکلیف نہ پہونچائے اور قرآن پڑھنے میں اپنی آواز دوسروں پر بلند نہ کرے۔

۳- آیت سجدہ سننے کے بعد سجدہ لازم ہوتا ہے، لاؤڈ اسپیکر کی آواز دور تک جاتی ہے، بہت سے لوگوں کے کانوں سے ٹکراتی ہے، آیت سجدہ بھی سنتے ہیں، بعض دفعہ سننے والوں کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہم نے آیت سجدہ سنی ہے، جس پر ہمیں سجدہ کرنا چاہئے اور اس طرح غیر محسوس طریقہ پر ترک سجدہ کا گناہ ان کو ہوتا ہے، جس کا سبب لاؤڈ اسپیکر سے قرآن کی تلاوت باہر سنانا ہے۔

۴- باہر کے مائک کے ذریعہ تراویح کا مقصد عام طور پر ریا وشہرت اور نام ونمود ہوتا ہے اور یہ اتنا خطرناک مرض ہے جس سے بڑی بڑی عبادتیں رائیگاں ہوجاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنائے گا (یعنی قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اس کے عیوب کے ساتھ ذلیل ورسوا کرے گا) نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ریاکاری کی سزا دے گا یعنی قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ اپنا اجر وثواب اسی سے مانگو جس کے لئے تم نے وہ عمل کیا تھا: **”عن جندب قال قال النبی صلی الله علیه وسلم: من سمع سمع الله به ومن یراء یراء الله به“ (صحیح البخاری: ۹۶۲/۲، باب الریا والسمعة)**

لہذا صورت مسئولہ میں نماز تراویح یا دیگر فرض نمازوں کو ایسے لاؤڈ اسپیکر سے ادا کرنا جس کی آواز باہر پھیلے، قرآن وحدیث اور مزاج شریعت کے بالکل خلاف ہے، جس سے احتراز بہرحال لازم وضروری ہے، مائک سے نماز کی ادائیگی میں اس بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ آواز مسجد یا نماز ادا کرنے کی جگہ سے باہر نہ پھیلے تاکہ دوسروں کی تکلیف اور ایذا رسانی سے بچ سکیں اور قرآن کریم کی بے ادبی وبے احترامی نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 13 مورخہ ۲۴/شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۸/مارچ ۲۰۲۲ء روز سوموار

استقبالِ رمضان

ہر کام کا سیزن اور موسم ہوتا ہے اور اپنے متعلقہ کاموں کے سیزن کا لوگوں کو انتظار رہتا ہے، کیوں کہ اس کی نفع بخشی سے کاروبار زندگی میں رونق آتی ہے اور سال بھر معاشی زندگی پر اس کے اثرات باقی رہتے ہیں، ایمان والوں کو بھی ایک سیزن کا انتظار رہتا ہے اور وہ سیزن ہے نیکیوں کے موسم بہار کا، جسے ہم رمضان المبارک کے نام سے جانتے ہیں، اس موسم کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ شر پھیلانے والی بڑی قوت شیطان کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے، خیر کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، قلب ونظر اور ذہن ودماغ پر اس سیزن کے اثرات خوش کن ہوتے ہیں، خیر کے کاموں کی طرف رجحان بڑھتا ہے اور برائیوں سے فطری طور پر دل میں نفور پیدا ہو جاتا ہے، مسجدیں نمازیوں سے بھر جاتی ہیں، تلاوت قرآن کریم کی آواز ہر گھر سے آنے لگتی ہے، خیرات وزکاۃ دینے والے، ادارے، تنظیمیں افراد کی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے آگے آتی ہیں، مسلمان غریبوں، مسکینوں ہی کے لئے نہیں، محلہ میں اہل ثروت روزہ داروں کے لیے بھی دستر خوان سجاتا ہے کیوں کہ اسے معلوم ہے کہ افطار کا ثواب روزہ کے ثواب کے برابر ہے، دستر خوان پر جتنی چیزیں رمضان میں جمع ہو جاتی ہیں، اس کا چوتھا حصہ بھی عام دنوں میں دستر خوان پر دیکھنے کو نہیں ملتا، روزہ کو حدیث میں ڈھال کہا گیا ہے اور اس ڈھال کے ذریعہ ایمان والا خیر کو اپناتا اور شر کو چھوڑتا ہے، دھوپ کی تمازت، پیاس کی شدت اور غضب کی بھوک میں بھی اسے یقین ہوتا ہے کہ یہ عمل رضائے الٰہی کا سبب ہے اور جو ثواب ملے گا اس کا پیمانہ مقرر نہیں ہے، حدیث قدسی ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، عام طور سے نیک اعمال میں ثواب کا فارمولہ ایک پر دس کا ہے، قرآن کریم میں مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا مذکور ہے یعنی ایک نیکی کیجئے دس پایئے؛ روزہ ظاہر کے اعتبار سے ایک مخفی عبادت ہے، لیکن بندے کا روزہ کس پائے کا ہے، اللہ ہی جانتا ہے، اس لئے روزہ کے اجر وثواب کا فارمولہ الگ ذکر کیا گیا کہ وہ اللہ کے لئے ہے اور اللہ ہی اس کے روزے کے اعتبار سے بدلہ عطا فرمائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ میں ہی اس کا بدلہ ہوں، ظاہر ہے اللہ جس کو مل جائے اسے کسی اور چیز کی ضرورت باقی نہیں رہے گی، اس لیے ایمان والوں کو اس موسم بہار سے اس طرح فائدہ اٹھانا چاہیے کہ دل کی دنیا بدل جائے اور زندگی اس راستے پر چل پڑے جو اللہ اور اس کے رسول کو مطلوب ہے، اس کے لئے روزہ کے ساتھ تراویح، تہجد اور تلاوت قرآن کا اہتمام بھی کرنا چاہیے اور خود کو منکرات سے بچانا بھی چاہیے، اس حد تک کہ کوئی جھگڑے پر اُتارو ہو تو آپ کہہ دیجئے، میرا روزہ ہے، ایسا روزہ انسان کے اندر تقویٰ پیدا کرتا ہے، اور تقویٰ ہی رضائے الٰہی تک لے جانے والی شاہ راہ ہے۔

رمضان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر جو حضرت سلمان فارسی کے حوالے سے احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگو! ایک باعظمت مہینہ آپہونچا ہے، یہ ماہ رمضان ہے۔ اس ماہ میں جو شخص کوئی نیک کام کریگا، اس کا ثواب فرض کے برابر اور فرض ادا کریگا تو اس کا ثواب ستر فرض کے برابر ملے گا، جو روزہ دار کو افطار کرائے گا وہ جہنم سے خلاصی پائے گا۔ اور اسے روزہ دار کے بقدر ثواب ملے گا، جب کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور یہ ثواب محض ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرانے پر بھی ملے گا۔ اور اگر کسی نے روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلا دیا تو حوض کوثر سے ایسی سیرابی ہوگی کہ جنت میں داخلے تک پیاس نہیں لگے گی اور جنت بھوک پیاس کی جگہ نہیں ہے، فرمایا: اس ماہ کا پہلا حصہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا دوزخ سے آزادی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ماہ میں اپنی خاص رحمت سے ایسا انتظام کرتے ہیں کہ شیطان بندوں کو گمراہ نہ کر سکے، اور بُرائی پر آمادہ کرنے سے باز آجائے اسی لئے جنات اور سرکش شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے پورے ماہ کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور منادی خدا کی طرف سے آواز لگاتا ہے کہ خیر کے طالب آگے بڑھو اور شر کی طرف مائل لوگو رک جاؤ، باز آؤ، اتنے اہتمام کے باوجود اگر کوئی مسلمان اس ماہ سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور جنت کے حصول کے سامان نہیں کرتا تو بدبختی اور شقاوت کی انتہا ہے۔

روزہ کا ایسا اہتمام کیا جائے جو شریعت کو مطلوب ہے، اور جس سے تقوی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، روزہ صرف کھانے پینے اور شہوانی خواہشات سے پرہیز تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ آنکھ، دل، دماغ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، اور سبھی اعضا وجوارح کا روزہ رکھا جائے، آنکھ غلط چیزوں کو نہ دیکھے، دل گناہوں کی طرف مائل نہ ہو، دماغ خدا کے احکام کے خلاف نہ سوچے، کان غلط نہ سنے، زبان غیبت، چغل خوری، جھوٹ، طعن وتشنیع گالی گلوج سے محفوظ رہے، اور اعضا وجوارح خدا کی مرضیات پر لگ جائیں، ایسا روزہ ہی دراصل روزہ ہے، چونکہ یہ غم گساری کا بھی مہینہ ہے اس لیے جہاں کہیں بھی رہے، جس کام میں لگا ہوا ہو۔ اس میں اس کو ملحوظ رکھے، حسب استطاعت غربا کے خورد ونوش اور محتاجوں کی ضروریات کی کفالت کا بھی نظم کرے کہ یہ بھی روزہ کے مقاصد میں سے ایک ہے، ہم لوگ جنہیں اللہ تعالی نے خورد ونوش کی سہولتیں دے رکھی ہیں اور بھوک پیاس کی تکلیف کا احساس پورے سال نہیں ہوتا، بلکہ شادی اور دیگر تقریبات میں کھانے پینے کی اشیاء کو ضائع کرتے ہیں، انہیں روزہ میں جب بھوک پیاس لگے تو ان کے اندر یہ احساس جاگنا چاہئے کہ سماج کے دبے کچلے لوگ جن کے گھر چولہا بڑی مشکل سے جلتا ہے۔ اور کئی بار فاقہ میں رات گذر جاتی ہے، کس قدر پریشانیاں محسوس کرتے ہوں گے، اس وجہ سے اکابر نے اس بات پر زور دیا کہ افطار اور کھانے میں تلافی مافات کی غرض سے اتنا نہ کھالے کہ روزہ رکھنے سے جو شہوانی قوت میں تھوڑی کمی آئی تھی وہ جاتی رہے اور سحری میں اس قدر نہ کھالے کہ دن بھر بھوک پیاس کا احساس ہی نہ ہو۔ اس ماہ میں مدارس کے اساتذہ اور اکابر علماء، ادارے تنظیموں اور مدارس کی فراہمی مالیات کے لئے کوشاں اور متفکر ہوتے ہیں۔ ان کا اکرام کیا جائے، اور محسوس کیا جائے کہ وہ امراء پر احسان کرتے ہیں کہ ان کی زکوۃ بروقت مناسب جگہ پہنچ جاتی ہے، اس لئے جھڑک کر اور بار بار انہیں دوڑا کر اپنے عمل کو ضائع نہیں کرنا چاہیے، اس سے علماء کی بے وقعتی بھی ہوتی ہے اور ثواب بھی ضائع ہوتا ہے۔

اس موقع سے یہ بتانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بہت سارے لوگ ٹی وی کے ان پروگراموں کو دیکھنے میں وقت برباد کرتے ہیں، جو استقبال رمضان یا رمضان کے لیے خصوصی پروگرام کے حوالہ سے پیش کیے جاتے ہیں، ان پروگراموں کو دیکھنے میں وقت برباد کرنا کسی طور مناسب نہیں ہے، کیوں کہ ان پروگراموں میں بھی منکرات کی بھرمار ہوتی ہے، لہو ولعب کے وہ مناظر اشتہار کے طور پر دکھائے جاتے ہیں جو شرعی طور پر منکرات کے ذیل میں آتے ہیں، یقیناً قرآن کریم کی تلاوت، نعت خوانی اور روزہ رمضان کی مناسبت سے ترغیبی گفتگو اچھی چیز ہے، لیکن اس اچھے کام کے ساتھ منکرات کی ایک لمبی فہرست اس میں ہوتی ہے، اس لیے بہتر یہی ہے کہ ٹی وی بند کر دیں اور سارا وقت تلاوت کلام پاک اور ذکر واذکار میں لگائیں، یہ آپ کی اخروی زندگی کے لیے فائدہ منداور رمضان المبارک کے تقاضوں کے عین مطابق ہوگا۔

حجاب-عورتوں کی ضرورت

آج سماج ومعاشرہ میں بے حیائی، فحاشی اور عریانیت نے جس قدر راہ پالیا ہے، اس کی بڑی وجہ ستر وحجاب کے سلسلہ میں اسلامی احکام کی ان دیکھی ہے، مغرب نے آزادئ نسواں کے نام پر عورتوں کو گھر سے باہر نکالا، حجاب اور پردہ کو دقیانوسی قرار دے کر ایسا پروپیگنڈہ کیا کہ عورتوں کو حجاب، قید وبند نظر آنے لگا، چنانچہ وہ بے محابا بازاروں، گلیوں، کوچوں اور حد یہ کہ کوٹھوں کی زینت بننے لگیں، انہوں نے صرف حجاب نہیں اتارا، وہ مادر وپدر آزاد ہوگئیں، اس آزادی کے نتیجے میں ان کی عریاں تصویریں ماچس کے ڈبے سے لے کر بڑی بڑی مصنوعات کے پیکٹوں پر چھپنے لگیں، عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں، وہ مردوں کی اس سازش کو نہ سمجھ سکیں کہ مردوں نے اپنی تفریح طبع اور آنکھ سینکنے کے لیے انہیں چادر اور چہار دیواری سے نکالا ہے، مرد عورتوں کا ہاتھ بچوں کی ولادت اور دودھ پلانے میں تو نہیں بٹا سکتا، مگر روزی روٹی کے حصول میں مردوں نے عورتوں کو اپنا شریک وسہیم بنالیا، اب عورت گھریلو ذمہ داری بھی ادا کرتی ہے، نسل کی بقا کا بوجھ بھی اس پر ہے اور دن بھر آفس میں غیر مردوں کی نگاہوں کا نشانہ بنتی ہے اور گھر جب تھکی ماری آتی ہے تو گھر کا کچن اس کا انتظار کر رہا ہوتا ہے، اس طرح آزادی کے نام پر عورتوں کے استحصال کا سلسلہ دراز ہوتا جارہا ہے۔

اسلام نے آزادی نہ مردوں کو دی، نہ عورتوں کو، دونوں کو احکام الٰہی کا پابند بنایا، صنفی رجحانات کے پیش نظر ان کی ذمہ داریاں الگ الگ قرار دیں، دونوں کے حقوق مقرر کیے اور دونوں کو فرائض بھی سونپے اور اس قدر حقوق دیئے کہ دوسرے مذاہب میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی، دونوں کی خدمت کا دائرہ کار مقرر کیا، مرد کو نفقہ کے حصول کے لیے تگ ودو کا مکلّف بنایا اور عورتوں کو بچوں کی پرورش وپرداخت، شوہر کے مال کی نگہداشت اور امور خانہ داری کی انجام دہی کا ذمہ دیا۔

عورتوں نے اس تقسیم کو پسند نہیں کیا اور وہ مردوں کے محاذ میں جا گھسیں اور یہ بات بھول گئیں کہ یہ محاذ ان کی صنفی صلاحیتوں کے اعتبار سے قطعاً غیر مناسب ہے، وہ گھر کے ماحول کو اسلامی رکھ کر اور بچوں میں غیرت اسلامی پیدا کر کے انہیں مجاہد بنانے کے لیے جدوجہد کر سکتی ہیں، لیکن وہ مجاہد بنانے کے بجائے خود میدان کارزار میں کودنا چاہتی ہیں، اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ کسی اسلحہ ساز کمپنی کو محاذ پر لے جا کر رکھ دیا جائے تو یہ کمپنی میدان کارزار میں کیا کر لے گی، بلکہ ہوسکتا ہے اس کی حفاظت کی جدوجہد میں جیتی جنگ بھی ہار میں بدل جائے، ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ عورت خود مجاہدہ نہیں؛ بلکہ وہ مجاہد پیدا کرنے کا کارخانہ ہے اور جب سے اس کارخانہ نے اپنا یہ کام چھوڑ دیا، مجاہد کی تعداد گھٹتی چلی گئی۔

آزادی کے نام پر عورتوں کا ایک طبقہ تو وہ ہے جس نے حجاب اتار پھینکا ہے، اور ان کا خیال ہے کہ نقاب لگانے سے مردوں کی نگاہ اس طرف زیادہ اٹھتی ہے، حضرت تھانویؒ کے ایک خلیفہ صوفی عبد الرب تھے، وہ کہا کرتے تھے کہ چلو حجاب اتار دو، اب جو لوگ گھوریں گے تو کون کون سے کپڑے اس ڈر سے اتاروگی۔

عورتوں کی ایک جماعت وہ ہے جس نے حجاب کو بے حجابی کا ذریعہ بنا رکھا ہے، ایسا پرکشش، اعضا کے سارے ابھار کو نمایاں کرنے والا نقاب پہنتی ہیں کہ خواہی نخواہی آنکھیں اٹھ جاتی ہیں، یہ کاسیات عاریات کی قبیل سے ہیں، اور دعوت گناہ کی مرتکب ہیں۔ ماضی قریب کے مشہور بزرگ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ بار بار فرماتے تھے کہ آؤٹ لک (Out Luck) پر اگر نگاہ ٹک گئی تو ان پٹ (In Put) تک پہنچنے کی خواہش جوان ہوجاتی ہے۔ اس لیے شریعت نے ہر دو کو غض بصر کا حکم دیا، بلکہ عورتوں سے پہلے مردوں کو حکم دیا کہ وہ غض بصر کریں اور شرمگاہ کی حفاظت کریں۔ حضرت حکیم صاحب کبھی یہ بھی فرماتے کہ اگر کسی نے اوپری منزل پر جگہ بنالی، تو گراؤنڈ فلور تک پہنچنے سے اسے روکا نہیں جاسکتا، اس جملہ کی معنویت پر جتنا غور کریں گے، نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کی معنویت اتنی ہی واضح ہوجائے گی۔

نفرت کی سوداگری

فرقہ پرستوں نے ہندوستان میں نفرت کی ایک اور دوکان ''دی کشمیر فائلز'' کے نام سے کھول دی ہے، یہ ایک فلم ہے جس کی کہانی ۱۹۹۰ء میں وادی کشمیر سے پنڈتوں کے نقل مکانی پر مبنی ہے، اس دور میں جگ موہن سنگھ بی جے پی کے گورنر اور مرکز میں وی پی سنگھ کی حکومت تھی جو بی جے پی کے خارجی تعاون سے چل رہی تھی، یعنی سارا کیا دھرا بی جے کا تھا، اس وقت تو کوئی واویلا نہیں مچا، لیکن اب ۲۰۲۴ء کا انتخاب قریب ہے، اس لیے اس کو دکھا کر غیر مسلموں کا خون کھولایا جارہا ہے، خبر تو یہ بھی ہے کہ سینیما گھروں میں مفت اسے دکھایا جارہا ہے، اور سینیما گھر والوں کو یک مشت رقم فرقہ پرست تنظیمیں ادا کر رہی ہیں، یہ نفرت کی سوداگری ہے، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس فلم کو باکس آفس پر دکھانے کی اجازت ہی نہیں دی جاتی کیوں کہ یہ ملک میں نفرت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے، لیکن بُرا ہو ملکی سیاست کا، یہ اقتدار تک پہونچنے کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں، اگر اس قسم کی فلم دکھانی ضروری ہو تو گجرات، بھاگلپور، مظفر نگر، میرٹھ، ملیانہ، مرادآباد، وغیرہ کے فسادات پر بھی فلم بنا کر لوگوں کو دکھانا چاہیے کہ ملک میں اقلیتوں پر کس قدر ظلم ڈھایا گیا ہے، اس معاملہ میں ہم کشمیری پنڈتوں کی داد دینی چاہیں گے جنہوں نے اس فلم کو جھوٹ کا پشتارہ قرار دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ — : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا ڈاکٹر اقبال نیرؒ

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ کی مجلس شوریٰ کے رکن، مدرسہ خیر العلوم بالو ماتھ ضلع لاتی ہار کے مہتمم، جامعہ رشید العلوم چترا جھارکھنڈ کی مجلس شوریٰ کے صدر اور مؤطین کے استاذ، آل انڈیا ملی کونسل کے رکن، ماہر طبیب، مشہور داعی، نامور مقرر مولانا ڈاکٹر محمد اقبال نیر بن خورشید عالم (م ۱۹۹۲) بن محی الدین کا رانچی کے ایک ہوسپٹل میں ۱۸؍مارچ ۲۰۲۲ء مطابق ۱۴؍شعبان ۱۴۴۳ھ شب جمعہ دو بجے انتقال ہوگیا، وہ بہت دنوں سے صاحب فراش تھے، برین ہیمرتج کے پہلے حملے نے ایک طرف کے اعضا کو متاثر کیا تھا اور مفلوج سے ہوگیے تھے، ایک ہفتہ قبل دوبارہ برین ہیمرتج ہوا، اسپتال لے جائے گئے، علاج پر بھرپور توجہ دی گئی، لیکن وہ اس دوسرے حملہ کی تاب نہ لا سکے اور داعی اجل کو لبیک کہا، ان کی نماز جنازہ ان کے بڑے صاحب زادہ حافظ الفاتح نے بعد نماز جمعہ کوئی ساڑھے تین بجے پڑھائی، اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ تین لڑکے اور پانچ لڑکیوں کو چھوڑا، ایک لڑکی اور دو لڑکے ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔

ڈاکٹر اقبال نیر صاحب کی ولادت ۱۹۵۸ء میں ان کے آبائی گاؤں بالو ماتھ موجودہ ضلع لاتی ہار میں ہوئی، ابتدائی تعلیم مقامی مکتب میں حاصل کرنے کے بعد وہ اپنی نانی ہال چترا آگیے، مولانا سراج رشیدی ان کے نانا تھے، انہوں نے جامعہ رشید العلوم چترا میں ان کا داخلہ کرا دیا، چنانچہ پوری دل جمعی کے ساتھ متوسطات تک کی تعلیم یہیں حاصل کی، وہاں سے مظاہر علوم سہارن پور تشریف لے گیے اور وہیں سے ۱۹۷۸ء میں سند فراغ حاصل کیا، ۱۹۷۹ء میں انہوں نے دار العلوم دیوبند کا رخ کیا اور طب کی تعلیم کے لیے دار العلوم کے طبیہ کالج میں داخلہ لیا اور یہاں سے چار سالہ طب کا کورس مکمل کیا اور ۱۹۸۲ء میں فراغت حاصل کی دار العلوم کے قیام کے آخری سال میں وہ سجاد لائبریری کے صدر منتخب ہوئے اور میں نے ان کے ساتھ ناظم کی حیثیت سے کام کیا، فراغت کے بعد وہ اپنے گاؤں بالو ماتھ لوٹ آئے اور یہاں اپنا مطب کھول کر مریضوں کی خدمت کرنے لگے، اللہ نے دست شفا دیا تھا اس لیے جلد ہی آپ کا شمار علاقہ کے بہترین ڈاکٹروں میں ہونے لگا، اس طرح خدمت کے ساتھ معاشی استحکام بھی حصے میں آگیا، ۱۹۸۳ء میں آپ نے چترا کی ایک یتیم بچی سے نکاح کرلیا، اور ازدواجی زندگی سے وابستہ ہوگیے، ۱۹۸۴ء میں آپ مدرسہ خیر العلوم بالو ماتھ کے مہتمم منتخب ہوئے اور اپنی جد وجہد اور کامیاب قیادت سے اس مدرسہ کو ترقی کی طرف گامزن کیا، ہر جمعہ کو بالو ماتھ کی جامع مسجد میں آپ کا خطاب ہوتا، ڈاکٹر صاحب کے خطاب سے علاقہ میں اصلاح معاشرہ کا بڑا کام ہوا، انہوں نے جامع مسجد میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا اور اسے پایۂ تکمیل تک پہونچا کر دم لیا۔ تزکیہ نفس کے لیے انہوں نے حضرت مولانا ابو الحسن علی ندویؒ کا ہاتھ تھاما تھا، ان کے بتائے ہوئے اوراد وظائف پر وہ سختی سے عامل تھے، صحت اچھی تھی تو اوراد واذکار کے ساتھ تلاوت قرآن اور نوافل نمازوں کا اہتمام بھی خوب کرتے تھے، ان کے اندر مسلکی شدت نہیں تھی، ان کی تقریریں طویل ہوتی تھیں، لیکن معلومات کی فراوانی، بولنے کے انداز، تجزیہ کی صلاحیت کی وجہ سے لوگ اُوبتے نہیں تھے، ان کے مطالعہ میں گہرائی اور گیرائی تھی، ان کی مجلسی گفتگو زعفران زار ہوتی تھی، وہ اپنی بات کہنے کے عادی تھے، دوسروں کی بُرائی اور غیبت سے پرہیز کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے علاقہ میں رجال سازی پر بھی توجہ دی اور مختلف میدان میں افرادِ کار تیار کیے۔

تقریر کے ساتھ اللہ نے انہیں لکھنے کا بھی ملکہ عطا کیا تھا، مطب کی پیشہ وارانہ مشغولیت کے ساتھ انہوں نے تصنیف وتالیف کا کام بھی جاری رکھا، ان کی مشہور کتابوں میں سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت (مولانا ذو الفقار صاحب) کی یادیں، مولانا رحمت اللہؒ حالات زندگی کا شمار ہوتا ہے۔

مولانا اقبال نیر مرحوم سے میری ملاقات دوران طالب علمی ہی سے تھی، مظاہر علوم سے فراغت کے بعد جب انہوں نے دیوبند کے طبیہ کالج میں داخل لیا تو ۱۹۸۱ء میں وہ سجاد لائبریری کے صدر منتخب ہوئے اور مجھے ناظم چنا گیا، یہ زمانہ دار العلوم کے طلبہ وانتظامیہ کے لیے آزمائش کا تھا، اس لیے بہت بڑے پیمانے پر کام کی شکل تو نہیں بن سکی، لیکن سجاد لائبریری کی سرگرمیوں کو باقی رکھنے کا کام ہم لوگوں نے کیا، اگلے سال وہ گھر لوٹ گیے اور میں ان کی جگہ سجاد لائبریری کا صدر چن لیا گیا اور سجاد لائبریری کے لیے زمین کی خریداری اور تعمیر کا کام میرے دور صدارت میں شروع ہوا۔

مولانا کو اللہ رب العزت نے علمی رسوخ، انتظامی صلاحیت کے ساتھ قد وقامت اور چہرے مہرے کے اعتبار سے بھی انتہائی وجیہ بنایا تھا، وہ بغیر کالر کا کرتا اور اس پر کرتے کے رنگ کی دیدہ زیب اور خوشنما صدری پہنا کرتے تھے، ٹوپی عموماً کھڑی پٹی کی مخملی یا بال والی پہنتے، بہت کم میں نے انہیں گول ٹوپی میں دیکھا، ڈاڑھی ہلکی اور بہت بڑی نہیں تھی، سفیدی آنے کے بعد لال مہندی کا خضاب ڈاڑھی اور سر کے بالوں میں لگایا کرتے تھے، پیشانی کشادہ، آنکھ بڑی اور چہرہ روشن تھا، کہنا چاہیے کہ وہ خوش خصال، خوش جمال اور خوش لباس تھے، بعض لوگوں کی رائے ہے کہ خوش خوراک بھی تھے۔

دیوبند سے آنے کے بعد نہ جانے کتنی میٹنگوں اور جلسوں میں ہم لوگ ساتھ ساتھ رہے، امارت شرعیہ، آل انڈیا ملی کونسل اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی میٹنگوں میں بھی وہ مختلف حیثیت اور جہتوں سے شریک ہوتے اور ہر جگہ اپنی اصابت رائے کا نقش جمیل چھوڑتے، وہ بات کے دھنی نہیں، کام کے آدمی تھے، ملی سرگرمیوں میں وہ پیش پیش رہتے تھے، غریبوں کی مدد اور یتیموں کی کفالت کے سلسلے میں بھی وہ بہت حساس تھے، ان کا چلا جانا ملی اور علمی خسارہ ہے۔ اللہ رب العزت مرحوم کی مغفرت اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شئی عندہ لاجل مسمیٰ

کتابوں کی دنیا — : ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

دبستان خیرآباد

خیرآباد دوران طالب علمی ہی سے میرے ذہن ودماغ پر چھایا رہا ہے، عربی دوم کے سال مرقات نصاب کا جز تھا، جس کے مصنف مولانا فضل امام خیر آبادی (۱۸۲۱) ہیں، استاذ نے مصنف کے احوال وکوائف سے آگاہ کیا تو خیر آباد کی محبت دل میں بیٹھ گئی، پھر ان کے نامور صاحب زادے علامہ فضل حق خیر آبادی کی علمی خدمات تک رسائی ہوئی، جد وجہد آزادی میں ان کی قربانی سے واقفیت ہوئی تو خیر آباد کی عظمت دل میں بیٹھی اور اب ان دنوں خیر آباد کے میرے مخلص وکرم فرما عارف علی انصاری نے میرے دل ودماغ پر قبضہ جما رکھا ہے، انہیں کی دعوت پر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے کانپور اجلاس کے موقع سے خیر آباد کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، اپنوں کے ستائے ہوئے عارف علی انصاری اکابر کے معتقد، علم کے شیدائی، محبت کے پیکر ہیں، متوسط قد ان کے معتدل مزاج ہونے کی غماز ہے، چہرے پر داڑھی اور پیشانی پر زمانہ کے نرم وگرم، نشیب وفراز کی سلوٹیں ان کی شناخت ہیں، علم لوگوں تک پہونچانے کے لیے کتاب کی تجارت کرتے ہیں، میں خیر آباد سے واپس ہونے لگا تو ان پر رقت طاری ہوگئی، کتابوں کا اچھا خاصہ ہدیہ دیا، ان میں ایک کتاب ''دبستان خیر آباد'' بھی تھی۔

خیر آباد عربی، فارسی اور اردو شعر وادب کا ممتاز مرکز رہا ہے، اس مرکزیت کو واضح کرنے اور شعراء کو زندگی نو عطا کرنے کے لیے فرید بلگرامی نے دبستان خیر آباد کی تصنیف کی ہے، اس میں ۱۵۰۰ء سے تا حال خیر آباد کے دو سو ستہتر مسلم اور دس غیر مسلم شعراء کو جگہ دی گئی ہے، اس فہرست میں نامور اور گم نام مبتدی اور استاذ شعراء کا ذکر نمونۂ کلام کے ساتھ مذکور ہے، کتاب کا انتساب انہوں نے اپنی والدہ ہاجرہ بیگم بلگرامی، مفتی سید نجم الحسن رضوی، عبد الشاہد شیروانی، ڈاکٹر رابعہ بصری (بسوانی) کے نام کیا ہے، جن کی کتابوں سے فرید بلگرامی نے فائدہ اٹھایا اور اسے ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے، کتاب کے شروع میں ظفر علی قادری نے ''دعائیں''، ڈاکٹر عزیز خیر آبادی نے ''جام نو میں شراب کہن''، پروفیسر سید احسن رضوی نے ''حرفے چند'' اور ڈاکٹر رابعہ بصری نے ''حرف حرف معتبر'' کے عنوان سے کتاب کی اہمیت وافادیت، دبستان خیر آباد کی خصوصیت اور تاریخ کے مختلف ادوار میں خیر آباد کی ادبی خدمات سے قارئین کو روشناش کرایا ہے، اسی باب میں فرید بلگرامی نے بھی خیر آباد میں ادب کا ارتقا، خیر آباد کے ادب کے فروغ میں کایستھوں کا حصہ، امیر مینائی اور دبستان خیر آباد، خیر آباد کی صحافتی خدمات، خیر آباد کے ناول نگار، شعراء خیر آباد کی اصناف سخن، خیر آباد کی محفلیں، خیر آبادیوں کی تصانیف وتالیفات کے عنوان سے انتہائی تحقیقی مقالہ لکھا ہے، اسے اس کتاب کا مقدمہ سمجھنا چاہیے، یہ تفصیلات نہ ہوتیں تو قارئین خیر آباد کے در وبست سے واقف نہیں ہو پاتے۔

دوسرے باب میں خیر آباد کے شعراء وادباء کا تذکرہ مع نمونۂ کلام درج کیا گیا ہے، جن کو بڑی محنت کے ساتھ تلاش کر کے کتاب کا حصہ بنا دیا گیا ہے، کہنا چاہیے کہ یہ ''کار'' نہیں ''کارنامہ'' ہے، چیونٹی کے منہہ سے دانہ دانہ جمع کرنا آسان کام نہیں ہوتا، اس قسم کی کتابوں کی ترتیب میں مواد جمع کرنے کا عمل بڑا جاں گسل ہوتا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ دبستان خیر آباد پر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے لیے ماخذ ومواد اس قدر جمع کیے گیے کہ پوری لائبریری بن گئی، چنانچہ کتابیات کی فہرست میں آپ دیکھیں گے کہ جہاں سے مواد لیا گیا ہے وہ سب فرید بلگرامی کی ذاتی لائبریری میں موجود ہیں، صرف ایک کتاب انہوں نے خدیجہ لائبریری کی استعمال کیا ہے، جس کے بانی ہمارے کرم فرما عارف علی انصاری ہیں۔ اس کتاب کی تصنیف میں جو پریشانی ان کو اٹھانی پڑی اور جن مراحل اور کرب سے مصنف کو گذرنا پڑا، اس کا اظہار انہوں نے ان جملوں میں کیا ہے، لکھتے ہیں: میرا خیال ہے کہ تذکرہ قسم کی کتاب لکھنا دریوزہ گری یا گداگری سے زیادہ مختلف نہیں ہے، میں اس کام کے لیے دروازے دروازے گیا ہوں اور کئی کئی بار گیا ہوں، کچھ نے تو میرے دامن میں وہ سب کچھ ڈال دیا جو ان کے پاس تھا، کچھ نے بہت بخل سے کام لیا۔ (صفحہ ۲۶)

جن شعراء کی تصویریں ملیں ان کو شامل کتاب کیا گیا ہے، فہرست میں پہلے تخلص پھر پورا نام بھی درج کیا گیا ہے، جس سے اصلی اور قلمی نام تک ایک نظر میں قارئین پہونچ جاتے ہیں، مختلف شعراء کے مجموعۂ کلام کے سرورق کی عکسی تصویر نے بھی کتاب کی اہمیت وافادیت میں چار چاند لگا دیا ہے۔

یہ سارا ذخیرہ سید فرید الدین احمد فرید بلگرامی (ولادت ۱۸؍ستمبر ۱۹۵۲) کی کاوش دل پذیر کا نتیجہ ہے، ان کی کئی کتابیں پہلے بھی طبع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں، ان کتابوں میں حکیم عابد علی کوثر خیر آبادی، بلگرام کی شعری وادبی خدمات، آقائے سخن وسیم خیر آبادی، متاع وسیم خیر آبادی، اردو اور بلگرام ''راجنیتک ایوم ساہتیک اتہاس'' ہندی میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں، فرید بلگرامی کی تحریر میں سادگی اور سلیقہ مندی وافر مقدار میں موجود ہے۔

چار سو چھ صفحہ کی یہ کتاب نعمانی پرنٹنگ پریس سے چھپی ہے، سرورق دیدہ زیب ہے عارف عزیز خیر آبادی نے کمپوزنگ اور اس کی ڈیزائننگ کی ہے اور چاروں طرف مختلف شعراء کے تخلص کو ایک خاص ترتیب سے سجا کر سرورق کی معنویت میں اضافہ کیا ہے، اتنی تحقیقی اور ضخیم کتاب کی قیمت چار سو پچاس روپے زائد نہیں ہے، خصوصاً اس صورت میں جب کتاب فروشوں کو اچھی خاصی کمیشن بھی دینی پڑ رہی ہو، ملنے کے پتے تین ہیں، آپ چاہیں تو عارف علی انصاری بک سیلر لطیف مارکیٹ خیر آباد ضلع سیتاپور سے اسے حاصل کر سکتے ہیں، لکھنؤ میں ہوں تو دانش محل، امین الدولہ پارک، امین آباد لکھنؤ اور خود مصنف کے پتہ بلگرام بلڈنگ میاں سرائے، خیر آباد سیتاپور سے بھی یہ کتاب مل سکتی ہے۔ ڈاکٹر عزیز خیر آبادی کے ان جملوں پر اپنا یہ تبصرہ ختم کرتا ہوں، لکھتے ہیں کہ ''مجھے یقین ہے کہ آپ اس کتاب کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور خیر آباد سے متعلق تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے یہ کتاب مشعل راہ ثابت ہوگی''۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

: مولانا رضوان احمد ندوی

ماہ رمضان میں یکسو ہو جائیے

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے معمولات میں لکھا ہے کہ جب ۲۹/شعبان کا دن ہوتا تھا تو اپنے مریدین ومتوسلین کو فرماتے اور کہتے کہ بھئی! اگر زندگی رہی تو اب رمضان المبارک کے بعد ملاقات ہوگی اور اپنے خادم کو بلاتے اور اسے ایک بوری دے دیتے اور فرماتے کہ رمضان المبارک میں جتنے خطوط آئیں وہ سب اس بوری میں ڈال دینا، زندگی رہی تو رمضان المبارک کے بعد ان کو کھول کر پڑھیں گے، رمضان المبارک میں ڈاک نہیں دیکھا کرتے تھے فرماتے تھے کہ یہ مہینہ بس میں نے اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے، اگر زندگی رہی تو اس کے بعد پھر دوستوں سے ملاقات ہوگی آپ کے ہاں پورا رمضان المبارک اعتکاف کی حالت میں گزارنے کا معمول تھا، ۲۹/شعبان المعظم کے دن جو شخص آپ کی مسجد میں بستر لے کر جاتا اس کو مسجد میں بستر لگانے کی جگہ نہیں ملا کرتی تھی، دور دراز سے لوگ رمضان المبارک کا مہینہ وہاں گزارنے کے لئے آتے تھے اور پورا رمضان المبارک عبادت اور یادِ الٰہی میں گزار دیا کرتے تھے۔

درود شریف پڑھنے سے منہ سے خوشبو آتی رہی

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل درود شریف میں لکھا ہے کہ ایک آدمی رات کو سونے سے پہلے روزانہ درود شریف پڑھتا تھا، ایک رات خواب میں اسے نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی، اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اپنا منہ میرے قریب کرو، جس سے تم مجھ پر درود پڑھتے ہو، میں اس کا بوسہ لینا چاہتا ہوں، اس نے اپنا رخسار نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے قریب کردیا، چنانچہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرہ کا بوسہ لیا اور اس کی آنکھ کھل گئی، جیسے ہی آنکھ کھلی پورا گھر مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا، اس کے بعد آٹھ دن تک اس کے رخسار سے مشک کی خوشبو آتی رہی۔ (خطبات ذوالفقار: ۱۰/۱۹۰)

جذبۂ عبادت کی قدر ومنزلت

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے پڑوس میں ایک لوہار (حداد) رہتا تھا، جب وہ فوت ہوا تو بعد میں کسی محدث نے خواب میں دیکھا، اس نے پوچھا، سنائیے، آگے کیا معاملہ پیش آیا؟ وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی احمد بن حنبلؒ کے درجہ میں رکھ دیا گیا ہے اور اب میں ان کے ساتھ رہ رہا ہوں، جس محدث نے یہ خواب دیکھا وہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ لوہار تو سارا دن لوہا کوٹتا تھا اور امام احمد بن حنبل دین کا کام کرنے والے تھے اور مسئلہ خلق قرآن کے معاملہ میں قربانیاں دینے والے اللہ کے ایک مقبول بندے تھے، اس لوہار کو ان کے برابر مرتبہ دیدیا گیا، چنانچہ انہوں نے دوسرے محدثین کو بتایا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کا کوئی نہ کوئی عمل ایسا ہے، جو اللہ کے یہاں پسند آ گیا۔

انہوں نے کہا کہ اچھا ان کے اہل خانہ سے پتہ کرتا ہوں، چنانچہ انہوں نے اس لوہار کی اہلیہ سے جا کر کہا کہ میں نے تمہارے خاوند کو خواب میں بڑے اچھے درجے میں دیکھا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا کوئی عمل پسند آ گیا ہے، آپ مجھے اس کا کوئی خاص عمل بتائیں۔ اس نے جواب دیا کہ وہ ایک عیال دار اور غریب آدمی تھا، وہ سارا دن بھٹی میں لوہا کوٹتا تھا اور وقت پر نمازیں بھی پڑھتا تھا، اس کے علاوہ اس کی کوئی خاص عبادت نہیں ہوتی تھی، انہوں نے کہا، پھر بھی ذرا سوچ کر بتائیں، اس کی بیوی نے سوچ کر بتایا کہ مجھے اس کی زندگی میں دو باتیں نمایاں محسوس ہورہی ہیں، ایک تو یہ کہ اس کے اندر نماز اور اذان کا اتنا ادب تھا کہ اگر لوہا کوٹتے ہوئے کبھی اس کا ہاتھ اوپر ہوتا اور اس کے ہاتھ میں ہتھوڑا ہوتا اور عین اسی لمحہ اللہ اکبر کی آواز آتی تو وہ اس کو مارنے کے بجائے رکھ دیتا تھا کہ اب میرے مالک کے منادی نے پکارا ہے اور مجھے اب اس کے دربار میں حاضری دینی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ سارا دن محنت کرکے رات کو تھکا ہوا آتا تھا تو ہم میاں بیوی بچوں کے ساتھ اپنے گھر کی چھت پر سوتے تھے اور ہمارے پڑوس میں امام احمد بن حنبلؒ رہتے تھے، امام احمد بن حنبلؒ ساری رات قرآن پڑھتے ہوئے گزار دیتے تھے، یہ ان کی طرف دیکھتا اور حسرت سے ٹھنڈی سانس لیتا اور کہتا کہ میرے بچے زیادہ ہیں اور گھر میں کوئی ایک نیک بندہ ایسا نہیں ہے جو محنت کرسکے، مجھے ہی سارا دن لوہا کوٹنا پڑتا ہے اور اس محنت کی وجہ سے اتنا تھک جاتا ہوں کہ میں اللہ کی عبادت نہیں کرسکتا۔ اگر میاں پیٹھ ہلکی ہوتی تو میں بھی امام احمد بن حنبلؒ کی طرح قیام کرتا، وہ محدث یہ سن کر فرمانے لگے کہ اذان کے اس ادب اور دل میں یہ نیکی کا شوق رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو امام احمد بن حنبلؒ کا رتبہ عطا فرمادیا۔

سبحان اللہ! اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر انسان کسی ایسے ماحول میں پھنس جائے کہ وہ نیکی نہ کرسکے تو کم از کم دل میں تڑپ ضرور رکھنی چاہئے کیونکہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ دل کی تڑپ پر بھی وہ نعمت اور اجر عطا فرمادیتے ہیں۔ (خطبات ذوالفقار: ۱۱/۲۲۹)

اللہ والوں کو نہ دنیا کے جانے کا غم اور نہ آنے کی خوشی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں مورخین نے لکھا کہ آپ ایک بار وعظ کی مجلس میں بیٹھے وعظ فرما رہے تھے، دوران وعظ ایک صاحب آئے، کان میں کچھ کہا، آپ نے زور سے فرمایا الحمدللہ، تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص پھر آیا اور کچھ کہا، آپ نے زور سے فرمایا الحمدللہ مجلس ختم ہونے کے بعد خدام نے پوچھا کہ حضرت آج آپ نے دوران وعظ دو مرتبہ خلاف معمول الحمدللہ کہا، اس کی کیا وجہ تھی؟ حضرت نے فرمایا کہ آنے والے شخص نے میرے کان میں کہا آپ کا سامان تجارت جس کشتی پر آرہا تھا وہ کشتی ڈوب گئی، یہ سن کر میں نے اپنے دل کا حال جاننا چاہا کہ اس کو اس خبر سے کوئی صدمہ تو نہیں ہوا تو میں نے دیکھا کہ دل پر ذرہ برابر اس کا کوئی اثر نہیں ہے، اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور الحمدللہ کہا، تھوڑی دیر کے بعد پھر اسی شخص نے آکر دوسری خبر سنائی کہ وہ کشتی آپ کی نہیں تھی بلکہ کسی دوسرے کی تھی، آپ کا مال صحیح سالم اور محفوظ ہے، اس خبر کے بعد میں نے پھر دل کی خبر لی تو دیکھا دل میں کسی طرح کا کوئی اثر نہیں ہے، اس پر میں نے زور سے الحمدللہ کہا، مجھے اس پر خوشی ہوئی کہ میرا دل اس حال پر پہونچ چکا ہے کہ اس کو نہ دنیا کے جانے کا غم ہے نہ آنے کی خوشی، جب اللہ والے اس مقام پر پہونچ جاتے ہیں تو پھر ان کا یہی حال ہوتا ہے، چونکہ ان کا قلب بیت اللہ بن چکا ہوتا ہے وہ تو انوار وتجلیات ربانی میں غرق ہو چکا ہوتا ہے پھر اس کا دنیا ومافیہا سے کچھ لینا دینا نہیں ہوتا۔

میری حیا زندہ ہے

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک عورت تھی، جس کا جوان بیٹا فوت ہوگیا، وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی، اداس تھی، مغموم تھی، رو رہی تھی، مگر کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی، ایک صحابی نے یہ کہہ دیا دیکھو یہ بوڑھی عورت ہے، اس کا جوان بیٹا فوت ہوگیا ہے، لیکن یہ خود کتنی کپڑوں میں لپٹی بیٹھی ہے، تو وہ صحابیہؓ ان کو کہنے لگیں کہ میرا بیٹا ہی تو فوت ہوا ہے، میری حیا تو فوت نہیں ہوئی ہے کہ میں اپنے جسم سے کپڑا ہٹادوں، تو ایسے وقت میں بھی جب ماں بچے کی وجہ سے اتنی غمزدہ ہوتی ہے کہ اس کو اپنا ہوش نہیں رہتا صحابیات اس حالت میں بھی پردے کا لحاظ کرتی تھی، تو پھر عام حالات میں وہ کتنا لحاظ کرتی ہوں گی۔

اخلاص کی برکت سے کام ادھورا نہیں رہتا...

حضرت سیدنا عمرؓ کے زمانے میں ایک علاقے کا شہزادہ تھا، وہ گرفتار ہوکر پیش ہوا، حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ اس بندے کو قتل ہی کروادیں کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف بہت ہی زیادہ مصیبت بنائی ہوئی تھی، چنانچہ آپ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیدیا، جب قتل کا حکم دے دیا تو اس نے کہا، جی کیا آپ میری آخری تمنا پوری کرسکتے ہیں؟ آپ نے پوچھا، کون سی؟ اس نے کہا مجھے پیاس لگی ہوئی ہے لہذا مجھے پانی کا پیالہ دیجئے، آپ نے حکم دیا کہ اسے پانی کا پیالہ پلادو چنانچہ اسے پانی کا پیالہ دے دیا گیا۔

جب اس نے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیا تو کانپنا شروع کردیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، بھئی! آپ کانپ کیوں کر رہے ہیں؟ کہنے لگا، مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ میں ادھر پانی پینے لگوں گا اور ادھر جلاد مجھے قتل کردے گا، اس لئے مجھ سے پیا ہی نہیں جارہا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تو فکر مت کر جب تک تو یہ پانی نہیں پی لیتا اس وقت تک تجھے قتل نہیں کیا جائے گا، جیسے ہی آپ نے یہ کہا تو اس نے پانی کا پیالہ زمین پر گرادیا اور کہنے لگا، جی آپ کہہ چکے ہیں، کہ جب تک میں پانی کا یہ پیالہ نہیں پیوں گا آپ مجھے قتل نہیں کریں گے، لہذا اب آپ مجھے قتل نہیں کرسکتے، حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہاں میں نے قول دیا تھا لہذا اب میں تجھے قتل نہیں کرتا، جیسے ہی آپ نے کہا کہ میں تجھے قتل نہیں کرتا تو اس وقت وہ کہنے لگا، جی اچھا، آپ نے فرمایا کہ آپ مجھے قتل نہیں کریں گے لیکن میری بات سن لیجئے کہ آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان بنادیجئے، آپ نے پوچھا، بھئی! آپ پہلے تو مسلمان نہیں بنے اب بن رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ پہلے آپ میرے قتل کا حکم دے چکے تھے، اگر میں اس وقت کلمہ پڑھ لیتا تو لوگ کہتے کہ موت کے خوف سے مسلمان ہوا ہے، لہذا میں چاہتا تھا کہ کوئی ایسا حیلہ کروں کہ موت کا خوف ٹل جائے، پھر میں اپنی مرضی سے اسلام قبول کروں اور لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اللہ کی رضا کے لئے اسلام قبول کیا ہے... تو مخلص بندے کا کام کبھی ادھورا نہیں رہتا بلکہ ہمیشہ رب العزت اس کو پورا کردیتے ہیں'' (خطبات ذوالفقار: ۱۲/۹۱)

چار نعمتوں کا خاص ادب کیجئے...

ہمارے اکابر علم کے ساتھ ساتھ ادب کا بھی خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے، حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ میں نے ہمیشہ چار باتوں کی پابندی کی، ایک تو یہ کہ میری لاٹھی کا جو سرا زمین پر لگتا تھا اس کو کبھی کعبے کی طرف کرکے نہیں رکھا، میں نے بیت اللہ شریف کا اتنا احترام کیا۔

دوسری بات یہ کہ میں اپنے رزق کا اتنا احترام کرتا تھا کہ چارپائی پر بیٹھتا تو خود ہمیشہ پائنتی کی طرف بیٹھتا اور کھانے کو سرہانے کی طرف رکھتا، اس طرح بیٹھ کر کھانا کھاتا تھا۔

تیسری بات یہ کہ جس ہاتھ سے طہارت کرتا تھا میں اس ہاتھ میں پیسے نہیں پکڑتا تھا کیونکہ یہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے، چوتھی بات یہ کہ جہاں میری کتابیں پڑی ہوتی ہیں میں اپنے استعمال شدہ کپڑوں کو ان دینی کتابوں کے اوپر کبھی نہیں لٹکایا، یہ تھا ہمارے بزرگوں کا ادب واحترام۔ (خطبات ذوالفقار: ۲/۱۹۹)

ہلاکت کے دہانے سے حفاظت

بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو لے کر جنگل سے گذر رہی تھی، اچانک ایک بھیڑیا آیا اور اس نے اس عورت پر حملہ کردیا، جب بھیڑیے نے حملہ کیا تو وہ کمزور دل عورت گھبرا گئی، جس کی وجہ سے اس کا بیٹا اس کے ہاتھ سے نیچے گر گیا، اس بھیڑیے نے اس بچہ کو اٹھایا اور بھاگ گیا، جب ماں نے دیکھا کہ بھیڑیا میرے بیٹے کو منہ میں ڈال کر لے جارہا ہے تو ماں کی مامتا نے بھی جوش مارا اور اس کے دل سے ایک آہ نکلی، جیسے ہی اس کی آہ نکلی تو اس نے دیکھا کہ ایک جواں مرد سا آدمی درخت کے پیچھے سے اس بھیڑیے کے سامنے آیا اور بھیڑیے نے جب اچانک کسی کو اپنے سامنے دیکھا تو وہ بھی گھبرا گیا، جس کی وجہ سے بچہ بھیڑیے کے منہ سے نیچے گر گیا اور وہ بھاگ گیا، اس نوجوان نے بچے کو اٹھایا اور لاکر اس کی ماں کے حوالے کردیا۔

وہ ماں کہنے لگی کہ تو کون ہے؟ جس نے میرے بچے کی جان بچادی؟ اس نے کہا میں اللہ رب العزت کا فرشتہ ہوں، مجھے پروردگار نے آپ کی مدد کے لئے بھیجا ہے، ایک دفعہ آپ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے کھانا کھارہی تھی عین اسی وقت کسی سائل نے آپ کے دروازے پر روٹی کا ٹکڑا مانگا، آپ کے گھر میں اس وقت وہی روٹی تھی، جو آپ کھارہی تھی، آپ نے اس وقت سوچا کہ میں اللہ کے نام پر سوال کرنے والوں کو خالی کیسے بھیجوں، اپنے منہ کا لقمہ نکال کر اس کو دیدیا، اس صدقہ کی برکت سے اللہ نے تیرے بچے کی حفاظت کے لئے مجھے بھیجا۔

دو محاذوں پر کام کی ضرورت

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

صحیح اسلامی ثقافت کی حکمت عملی اسی وقت پیدا ہوگی جب یہ ثقافت امت اسلامیہ کی حقیقت سے وابستہ ہوگی، اس کے لئے دو محاذوں پر کام کرنا ہوگا۔

ایک محاذ ہے امت کی حفاظت کا یعنی غیر اسلامی ثقافتوں کی گندگیوں سے اس امت کو محفوظ رکھا جائے۔

دوسرا محاذ جو بنیادی محاذ ہے، ایسے مفید وسائل کا اختیار کرنا ہے جن کے ذریعہ اسلامی ثقافت کی سچی تصویر ابھرے، ذمہ داری کا آغاز گھر سے ہوتا ہے، گھر ہی وہ پہلا میدان ہے، جہاں والدین کے ہاتھوں بچہ کی شخصیت تشکیل پاتی ہے، گھر میں پیش آنے والی ہر بات بچہ کے ذہن ودماغ پر اثر انداز ہوتی ہے اور اچھے برے تصورات کو جنم دیتی ہے، والدین جس چیز کو پسند کرتے ہیں بچہ بھی انہیں پسند کرنے لگتا ہے اور والدین جسے ناپسند کرتے ہیں، بچہ کے لئے بھی وہ ناپسندیدہ ہوجاتی ہے، بچہ کی ثقافت کی تشکیل کا اساسی مرحلہ یہی گھر ہوتا ہے، والدین جن شخصیتوں کا محبت وعقیدت سے ذکر کرتے ہیں وہ بچہ کے دل ودماغ میں محبوب ہوکر پیوست ہوجاتی ہیں، بہادر شخصیتوں کے بہادرانہ کارنامے، ماضی وحال کے عبقری افراد کے احوال بچہ کی عقل پر بہت گہرا اثر چھوڑتے ہیں، ایک مسلمان بچہ کے لئے اسلام کے جانباز سرفراز فروشوں اور سابقہ اقوام کی مثالی شخصیات کے واقعات بہترین غذا کی حیثیت رکھتے ہیں، مثلاً گذشتہ انبیاء اور رسولوں کے قصے علماء سلف کے واقعات وغیرہ۔

پہلے ہمارا معاشرہ ان چیزوں کا اہتمام کرتا تھا، مائیں اور دادیاں بچوں کو ایسے قصے سناتی تھیں جن سے بچوں کو انبیاء کرام، صحابہ اور دیگر بزرگان دین کے کارناموں کا علم ہوجاتا لیکن اب یہ چیز ختم ہوتی جارہی ہے۔

بہرحال بچہ کی تعلیم وتربیت میں یہ بات مطلوب ہے کہ صالح اسلامی مظاہر اور اقدار پر توجہ دی جائے اور ان سے استفادہ کرکے بچہ کی ذہنی نشوونما کا اہتمام کیا جائے۔

پہلا محاذ مضر ذرائع ابلاغ سے بچاؤ کی تدبیر

پہلے محاذ کو لیجئے تو نظر آتا ہے کہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو اپنے ہیجان خیز پروگراموں کے ساتھ گھر گھر میں داخل ہوچکے ہیں اور معاشرہ پر بری طرح اثر انداز ہورہے ہیں، والدین اس سلسلہ میں اب صرف اتنا کام کرسکتے ہیں کہ ممکنہ حد تک بچوں پر نگرانی رکھیں اور ان ہی پروگراموں کو دیکھنے کی اجازت دیں جو سیرت واخلاق کے لئے مفید ہوں اور زندگی کا پاکیزہ تصویر پیش کرتے ہوں۔

آج ویڈیو اور ٹیپ ریکارڈوں کے ذریعہ بڑے پیمانے پر اخلاقی بگاڑ پیدا ہورہا ہے، اسلامی ثقافت کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں، اس موقع پر نہایت ضروری ہے کہ ہم کوئی راہ تلاش کریں، گھر کے ذمہ داروں کے لئے ممکنہ حد تک یہ چیز دشوار نہیں ہے، اس کے علاوہ اخبارات اور فحش لٹریچر الگ غضب ڈھا رہے ہیں، یہ رسالے اور اخبارات گھروں میں آتے ہیں تو بڑے اور چھوٹے سبھی افراد پڑھتے ہیں، سن رسیدہ افراد کے برے اثرات سے خود کو محفوظ کرلیتے ہیں، لیکن نوعمر افراد پر ان کے اثرات بدمرتب ہوہی جاتے ہیں اور اس سلسلہ میں افسانوں اور ہیجان خیز ناولوں کے اثرات کچھ زیادتی ہورہے ہیں۔

ان تمام چیزوں پر ہماری نظر ہونی چاہئے اور اپنی نسل کی ترتیب میں مشغول رہتے ہوئے ان پر توجہ ہونا چاہئے اور ان کے مداوا کی حتی المقدور فکر کرنا چاہئے۔

مدرسہ کے معاملات کو لیجئے تو گھر کے کاموں اور ذمہ داریوں پر اتنا اور اضافہ کیا جائے گا کہ وہاں کے نصاب تعلیم، اجتماعی آداب اور ثقافتی پروگرام وغیرہ پر بھی توجہ دینی ہوگی، خصوصاً وہ پروگرام جنہیں اس ماحول میں پروان چڑھنے والا ہر طالب علم انجام دیتا ہے اور جن سے ہر طالب علم ابتدائی درجات سے لے کر انتہائی درجات تک گزرتا ہے۔

دوسرا محاذ، مؤثر ذرائع ابلاغ کا استعمال

اسلامی ثقافت کو مضبوط اور مؤثر بنانے کے لئے دوسرا محاذ ذرائع ابلاغ کا ہے، اس میں ریڈیو، اخبارات، ٹیلی ویژن اور نشر واشاعت کے دیگر وسائل شامل ہیں، افراد کی تعلیم وتربیت، عادات کی اصلاح اور دیگر تصورات وتخیلات کو پیدا کرنے میں یہ سب اہم کردار ادا کرتے ہیں، کسی بھی قوم کی ثقافتی زندگی کے بڑے حصہ پر یہی ذرائع ابلاغ چھائے ہوئے ہیں اور اس وقت افراد امت کے قلوب ان کی زد میں ہیں، جب سے یہ وسائل عام ہوئے ہیں اور لوگوں پر اپنا اثر ڈالنا شروع کیا ہے، لوگوں کے رجحانات، میلانات اور افکار انہی وسائل کے تابع ہوگئے، ہم جب تک ان وسائل پر تصرف کا حق واختیار نہیں حاصل کرلیتے اور ان کو اپنے مقاصد واغراض اور ضروریات کے مطابق استعمال کرنے کی حیثیت میں نہیں آجاتے اس وقت تک ہم اپنی نسل کو اس رنگ میں نہیں رنگ سکتے جو ہمارے دین، عقیدہ اور ثقافت کے مطابق ہو۔

دراصل اس کام کی ذمہ داری مسلم حکومتوں پر عائد ہوتی ہے اور ان حکومتوں کے ذرائع ابلاغ کے وزراء کی یہ ذمہ داری ہے، اگر یہ لوگ واقعی اس ضرورت کی تکمیل کا جذبہ رکھتے ہوں اور امت مسلمہ کی اصلاح چاہتے ہوں تو پھر ان کے لئے مناسب تجویز یہ ہے کہ مخلص اور غیور اصحاب علم وفضل کی ایک کمیٹی تشکیل دیں جو ایسے مسائل میں غور وخوض کے بعد فیصلہ کرے اور اپنے متعین کردہ اصلوں پر ذرائع ابلاغ کو چلائے اور جدید امور پر ذمہ داروں کو تعاون پیش کرے اور یہ وزارتیں بھی کوئی فیصلہ کرتے وقت امت اسلامیہ کے آئندہ مصالح کا پورا خیال رکھیں۔

ہندوستان کو مسلمانوں نے کیا دیا؟

ڈاکٹر انور ادیب

عرب اور ہند کے تجارتی تعلقات قدیم رہے ہیں، عرب تاجر تجارتی سامان لے کر ہندوستان آتے تھے اور یہاں سے تجارتی سامان خرید کر اپنے ملکوں میں لے جاتے اور پھر یہ سامان یورپ پہنچایا کرتے تھے، اس درمیان ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے تاریخ کا رخ موڑ دیا، بحری ڈاکوؤں نے خلیفہ بغداد کے ایک قافلے کو لوٹ کر دیبل (سندھ) کے علاقے میں پناہ لی۔ یہ قافلہ لنکا کے راجا کے تحائف کو بغداد لے جارہا تھا، خلیفہ نے دیبل کے راجہ داہر کو ڈاکوؤں کو حوالے کرنے کا مطالبہ کیا، ڈاکوؤں نے عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا تھا، ڈاکو راجہ داہر کی پناہ میں تھے۔

جب راجہ داہر نے خلیفہ کے مطالبے کو مسترد کردیا تو خلیفہ نے محمد بن قاسم کی سربراہی میں راجہ داہر کی سرکوبی کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ یہ ۷۱۱ء کی بات ہے، محمد بن قاسم نے دیبل اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو فتح کرلیا، اس جنگ میں مقامی لوگوں نے اس کا زبردست ساتھ دیا کیوں کہ وہ لوگ راجہ داہر کے ظلم واستبداد سے نالاں تھے۔

محمد بن قاسم کے بعد مختلف خاندانوں، غوری، خلیجی، تغلق وغیرہ نے ہندوستان پر نہایت عدل ومساوات کے ساتھ تقریباً سات سو سال تک حکومت کی، اس طویل مدت میں جبراً تبدیلی مذہب کا کوئی واقعہ تاریخ کی کتابوں میں مذکور نہیں، اگر ایسا ہوتا تو اتنا طویل عرصہ مسلم حکومت قائم نہیں رہتی اور مسلمان آج اقلیت میں نہ ہوتے، جس نے اسلام قبول کیا اپنی مرضی سے، اس میں اسلام کے مساویانہ سلوک کا خاص رول رہا، یہاں بزرگان دین کی کوششوں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، ان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور بابا فرید الدینؒ کی کوششیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اب آیئے اصل موضوع کی طرف مسلمانوں کی آمد سے ہندوستان کو کیا ملا، بالفاظ دیگر ہندوستان کو مسلمانوں نے کیا دیا، ذیل کی سطور میں اس پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

خدا پرستی: مسلمانوں کی آمد سے پہلے ہندوستان مختلف دیوی دیوتاؤں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، سناتن دھرم تحریف کا شکار ہوگیا تھا، اسلام کے اثر سے ہندو سماج میں بہت سے مصلح پیدا ہوئے، جنہوں نے قوم کو بت پرستی سے نکالنے کی کوشش کی، بھگت کبیر، گرونانک نے ایک خدا کی عبادت پر زور دیا، شنکر اچاریہ، دیانند اور رامانند نے بت پرستی کے خلاف آواز اٹھائی۔

دوسرے یہ کہ مسلمانوں کی آمد سے قبل ہندو سماج اونچ نیچ اور ذات پات کا زبردست شکار تھا، اسلام کے تصور مساوات نے طبقاتی نظام کو بے حد متاثر کیا، بقول پنڈت جواہر لعل نہرو اسلام کی آمد سے ہندوستان میں چھوت چھات اور ذات پات کے نظام پر زبردست اثر پڑا۔ مشہور انگیز مورخ ڈاکٹر سر ولیم ہنٹر نے اعتراف کیا ہے کہ مسلمانوں کی آمد سے برہمنوں اور اچھوتوں دونوں کو یکساں طور پر انسانی مراعات کے حصول کے مواقع ملنے لگے، یہاں یہ یاد دلادوں کہ ولیم ہنٹر اپنی مسلم دشمنی کے لئے مشہور ہے لیکن اسلام کے اصول مساوات سے وہ اتنا متاثر ہوا کہ مندرجہ بالا حقیقت پسندانہ خیال کے اظہار پر مجبور ہوگیا۔

ہندوستان واقعی میں ایسا ہے؟ اسے سمجھنے کے لئے زیادہ دماغ سوزی کی ضرورت نہیں، ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

متحدہ ہندوستان کی تشکیل: جس متحدہ ہندوستان کو انگریزوں کی پالیسی نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا، اس متحدہ ہندوستان کی تشکیل مسلمانوں نے کی تھی، چھوٹے چھوٹے منقسم علاقوں کو فتح کرکے ایک عظیم ہندوستان کی بنیاد رکھی، اورنگزیب کے زمانے میں ہندوستان برصغیر کا سب سے عظیم ملک تھا۔

عسکری طاقت کو فروغ: مسلمانوں نے ہندوستان کو فوجی طور پر طاقتور بنایا، ہندوستان کا بحری بیڑہ مسلمانوں نے ہی تشکیل دیا، توپوں کا باقاعدہ استعمال ابراہیم لودھی نے کیا، حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے راکٹ ایجاد کیا، امریکی خلائی تنظیم ناسا (NASA) میں حیدر علی اور ٹیپو سلطان کا نام راکٹ کے موجدوں کی حیثیت سے آج بھی درج ہے، ٹیپو سلطان نے جہاز سازی کی بنیاد ڈالی اور اس کے کارخانے بنوائے، منجنیق اور بارود کا استعمال جنگ میں مسلمانوں نے شروع کیا۔

مندرجہ بالا تفصیلات سے واضح ہے کہ مسلمانوں نے ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھنے کے بعد اسے اپنا وطن سمجھ کر اس کی ہر طرح سے ترقی میں کوشاں رہے، اسے انگریزوں کی طرح لوٹ کا ذریعہ نہیں بنایا، اپنی رواداری اور حسن سلوک سے یہاں کے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا، ہندوستان پر ان کی طویل حکمرانی (تقریباً آٹھ سو سال) کی وجہ یہی ہے، لیکن جب انگریزوں کی سازش اور پھوٹ والی پالیسی (Divide & Rule) سے مسلمانوں کی حکومت جاتی رہی اور ہندوستان انگریزوں کا غلام ہوگیا تو اس غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے ملک کی آزادی کے لئے جو زبردست قربانیاں مسلمانوں نے دیں اس کی مثال تاریخ میں کم ملتی ہے۔

تحریک آزادی میں مسلمانوں کے دیئے ہوئے کچھ نعرے بھی دیکھیں۔

☆ جے ہند کا نعرہ عابد حسین صفرانی نے دیا۔

☆ مادر وطن بھارت کا نعرہ عظیم اللہ خاں نے دیا۔

☆ انصاف زندہ باد کا نعرہ مولانا حسرت موہانی نے دیا۔

☆ بھارت چھوڑ (Quit India) کا نعرہ یوسف علی مہر نے دیا۔

☆ ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا'' جیسا ترانہ علامہ اقبال کی فکر کی دین ہے۔

یہاں یہ بھی بتادیں کہ ترنگا کا ڈیزائن ثریا طیب کے اختراعی ذہن کا نتیجہ ہے۔

ہندوستان پر مسلمانوں کے ان احسانات کے بعد بھی اگر کوئی طبقہ یہ کہے کہ ہندوستان کو مسلمانوں نے کیا دیا تو ایسی ذہنیت اور سوچ کے اسباب کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

علامہ اقبالؒ کے اس شعر پر اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں:

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا

Scanned with CamScanner

دینی مدارس اور زکوۃ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے دو باتیں پیش نظر رکھنی ضروری ہیں: اول یہ کہ زکوٰۃ کا مقصد کیا ہے؟ اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں کیا رعایت ملحوظ ہے؟ دوسرے کیا یہ مقصد دینی مدارس کو زکوٰۃ ادا کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے؟ ۔قرآن مجید نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ذکر کئے ہیں، فقیر، مسکین یعنی غریب اور بہت زیادہ غریب، عاملین یعنی زکوٰۃ کی جمع و تقسیم کا کام انجام دینے والے لوگ، مولفۃ القلوب یعنی وہ نو مسلم جن کو اسلام پر استقامت کے لئے یا وہ غیر مسلم جن کو اسلام کی ترغیب کے لئے کچھ دیا جائے، غلام، مقروض، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور مسافر، (التوبۃ: ۶۰) ان آٹھ مصارف میں پانچ وہ ہیں جن کا مقصد غرباء اور حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنا ہے، فقیر و مسکین سے عام محتاج مراد ہیں، غلام، مقروض اور مسافر سے مخصوص نوعیت کے اور وقتی طور پر پریشان حال لوگوں کی حاجت براری مقصود ہے، مولفۃ القلوب اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی رعایت کا منشاء اسلام کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ ہے، ''عاملین'' کی مد زکوٰۃ سے متعلق انتظامی اُمور کی انجام دہی اور اس کے اخراجات کی تکمیل کے لئے ہے، پس ان مصارف زکوٰۃ پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کے بنیادی طور پر دو مقاصد ہیں: غربا کی حاجت پوری کرنا، اسلام کی سربلندی اور اس کی دعوت واشاعت اور حفاظت وصیانت کے نظام کو تقویت پہنچانا۔مصرف زکوٰۃ کی روح کو سامنے رکھ کر دینی مدارس کے نظام اور اس کے کردار پر غور کیجئے - دینی مدارس کی حیثیت عام درس گاہوں کی نہیں ہے، عام درس گاہوں کا مقصد بچوں کو ایسی تعلیم سے آراستہ کرنا ہے جو آئندہ ان کو ملازمت دلائے اور زیادہ سے زیادہ کمانے کے لائق بنائے، جس تعلیم سے جس قدر مستقبل کی معاشی فلاح و بہبود متعلق ہے، وہ اسی قدر لوگوں کے لئے مرکز توجہ بھی ہے اور گراں بھی؛ بلکہ سرکاری تعلیم گاہوں کی زبوں حالی اور بے سروسامانی نے اب تعلیم کو ایک نہایت ہی نفع بخش اور نفع رساں تجارت بنا دیا ہے؛ لیکن دینی مدارس کی حیثیت اس سے مختلف ہے، خاص کر ہندوستان میں اس کا ایک خاص پس منظر ہے۔ مسلم دورِ حکومت تک وہ علوم جن کو آج ''جدید علوم'' کہا جاتا ہے، اس قدر شاخ در شاخ نہ ہوتے تھے، جیسا کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں، بعض فنون مدون ہو چکے تھے؛ لیکن ان پر ایک آدھ کتابوں کی تدریس کے ساتھ تجربہ کافی سمجھا جاتا تھا، بعض فنون مدون بھی نہ ہوئے تھے اور ان کے تجربات سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے آئے تھے، جیسے: مختلف شعبوں کی انجینیر نگ اور زراعت وغیرہ، اس کے لئے حکومت کی طرف سے عمومی نوعیت کی درس گاہیں ہوتی تھیں، ان میں زبان، مذہب، اخلاق اور طب وغیرہ کی تعلیم مشترک طور پر ہوتی تھی اور مختلف قوموں کے لوگ مل جل کر تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ جب ہندوستان سے مسلمانوں کے اقتدار کا سورج غروب ہونے لگا اور انگریز نہایت چالبازی کے ساتھ اپنے قدم بڑھانے لگے، تو انھوں نے سونے کی اس چڑیا کے بال و پر نوچنے کو کافی نہ سمجھا؛ بلکہ ہندوستان کو مستقل طور پر اپنے زیر اثر رکھنے کی غرض سے رعایا کی فکر ونظر میں تبدیلی کو بھی ضروری سمجھا اور اس کے لئے چہار رخی تدبیریں کی گئیں، چوں کہ ان کو زیادہ خطرہ مسلمانوں سے تھا، اس لئے انھوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو اور خاص کر مسلمانوں کو اپنی فکری یورشوں کا نشانہ بنایا اور بے سروپا اعتراضات اور خلاف واقعہ شکوک وشبہات اسلام پر شروع کئے؛ تاکہ ہندوستانیوں کی نئی نسل اپنے مذہب کے بارے میں غیر مطمئن اور بدگمان ہو جائے، دوسرے: نہایت ہی قوت کے ساتھ ملک کے چپہ چپہ میں عیسائی مشنریز کو بھیجا اور عیسائیت کی تبلیغ شروع کر دی، بعض اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقصد کے لئے بعض اوقات ایک ایک شہر میں پانچ پانچ سو پادریوں کے قافلے اترتے تھے اور عیسائیت کی تقویت کے لئے بڑے بڑے مناظر برطانیہ سے بلائے جاتے تھے۔

تیسرے: انگریزوں نے بلا تاخیر ہندوستان میں ایک نیا نظام تعلیم جاری کیا، جس کا مقصد محض علوم وفنون کی تعلیم نہ تھی؛ بلکہ ہندوستانیوں کو مغرب سے قریب کرنا، ان کو اپنے مذہبی افکار اور اپنی ثقافت کے بارے میں احساس کمتری میں مبتلا کرنا اور انگریز حکومت کے لئے ہندوستانی نوکروں کا ایک انبوہ تیار کرنا تھا، بہ قول لارڈ میکالے ان درس گاہوں کا مقصد تھا کہ ہندوستان کے لوگ رنگ ونسل کے ہندوستانی رہ جائیں اور دل ودماغ میں انگریز بن جائیں، چوتھے: ہر طرح کی سرکاری ملازمت کو اسی نئی تعلیم سے متعلق کر دیا گیا، جس نے بہت جلد ہندوستانیوں کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ اپنی گردنِ طاعت اس نئے نظام کے سامنے خم کر دیں۔ ہندوؤں کے لئے یہ صورتِ حال چنداں قابل تشویش نہ تھی؛ کیوں کہ ہندو مذہب کی بنیاد کسی متعین فکر وعقیدہ پر نہیں ہے، یہاں تک کہ جو لوگ ہندو دیویوں اور دیوتاؤں کا مذاق اُڑاتے ہیں، وہ بھی ہندومت سے باہر نہیں ہیں، زندگی کے عام مسائل میں یا تو ہندو مذہب کوئی رہنمائی نہیں کرتا، یا کرتا ہے تو وہ آج کے حالات میں ناقابل عمل ہے اور خود ہندو قوم اسے قبول کرنے کو تیار نہیں ہے، اس لئے ہمارے ہندو بھائیوں نے تو بلا تامل اس پر لبیک کہا اور اس کے فوائد بھی اُٹھائے۔انگریزوں کو اصل پر خاش مسلمانوں سے تھی اور وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کے ایمان کا سودا کریں، اس پس منظر میں بالغ نظر اور دردمند علماء نے محسوس کیا کہ سیاسی اقتدار تو اب رخصت ہونے کو ہے، کسی طرح مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی تدبیر کرنی چاہئے؛ چنانچہ انھوں نے طے کیا کہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں دینی درس گاہوں کا جال بچھا دیا جائے اور ایک ایسی نسل کو وجود بخشا جائے جو مادی منافع کے پیچھے دوڑنے کے بجائے اپنی دنیا کو قربان کر کے مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت پر کمربستہ رہے، فاقہ مستی اسے گوارہ ہو، معمولی کھانا اور معمولی پہننے پر وہ قناعت کر سکے اور خس پوش جھونپڑیوں میں چٹائیوں پر بیٹھ کر اپنے آپ کو خدا کے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لئے وقف رکھے۔چنانچہ اس منصوبہ کے تحت پورے ملک میں مدارس ومکاتب کا قیام عمل میں آیا اور ایک ایسے تعلیمی نظام کی تشکیل کی گئی جو اپنے اخراجات میں حکومت کا محتاج نہ ہو؛ بلکہ اگر حکومت مدد کرنا بھی چاہے تو اسے قبول نہ کیا جائے، اور ہر طرح کی سرکاری مداخلت سے آزاد رہ کر یہاں سے دین کی حفاظت واشاعت کے جذبہ سے سرشار اور ایثار وقربانی سے سرمست بادہ خواروں کی ایک بہت بڑی تعداد پیدا کی جائے؛ چنانچہ وہ اس میں کامیاب رہے اور انھوں نے ایک ایسے طبقہ کو وجود بخشا جس نے ایک طرف حکومت کی ابتلاؤں کو برداشت کیا، مادی سہولتوں سے محرومی اور طنز وتعریض کے تیر بھی اپنے سینوں پر سہے؛ لیکن نہ کوئی خوف ان کو اپنے مشن سے دور کر سکا اور نہ کوئی تحریص ان کی راہ میں رکاوٹ بن سکی۔

غور کیجئے کہ گذشتہ ڈیڑھ دو سو سال میں اسلام کے خلاف اس ملک میں جتنی یورشیں ہوئی ہیں، ان کا مقابلہ کس نے کیا ہے؟ جب ملک کی گلی کوچوں میں عیسائی منادلوگوں کو دعوت ارتداد دے رہے تھے تو کس نے شہر شہر اور قریہ قریہ ان کا تعاقب کیا؟ جب آریہ سماجی تحریک اُٹھی اور اس نے افلاس زدہ جاہل وناخواندہ مسلمانوں کو ہندو مذہب کی طرف لوٹنے کی دعوت دی تو کون لوگ تھے جو اس فتنہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوئے؟ جب پنجاب سے انگریزوں کی شہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو کون لوگ اس فتنہ کبریٰ کے خلاف اُٹھے اور ہر سطح پر اس فتنہ کی بیخ کنی کا فریضہ انجام دیا؟ جب کچھ لوگوں نے مستشرقین سے متاثر ہو کر حدیث نبوی کے حجت ودلیل ہونے کا انکار کیا؛ تاکہ شریعت کا طوق اپنے گلے سے نکال پھینکا جا سکے تو کن لوگوں نے ان جھوٹے بازی گروں کی قلعی کھولی؟ اسلام کے خلاف مسلمان نوجوانوں کو کمیونزم کا نشہ پلایا گیا تو یہ کون لوگ تھے جنھوں نے پوری معقولیت کے ساتھ اس طوفان کا راستہ روکا؟ اور جب مسلمانوں کے بچے کھچے شرعی قوانین کو بھی منسوخ کرنے کی سازشیں رچی جانے لگیں تو کن لوگوں نے تحفظ شریعت کی تحریک چلائی اور ان کالی گھٹاؤں کو اپنا رُخ بدلنے پر مجبور کیا؟؟ ۔ یہ سب ان ہی بے نوا فقیروں اور ناسمجھ مسلمانوں کی تنقیدوں کا ہدف بننے والے مولویوں کا کارنامہ ہے، سیاسی قائدین نے سیاسی فائدے اُٹھائے اور موقع وحال کے مطابق اپنے ضمیر کی تجارت بھی کی، دانشور کہلانے والے حکومت کے اونچے عہدوں پر فائز المرام ہو کر اعلیٰ تنخواہیں وصول کرتے رہے اور جہاں حکومت نے ضرورت محسوس کی ان کی زبان سے اپنی باتیں کہلوائیں اور انھوں نے بھی بے تکلف حق نمک ادا کیا؛ لیکن یہی دینی مدارس ہیں، جنھوں نے مادی نقصان کے باوجود اپنے کاز پر استقامت کی راہ اختیار کی۔

پھر غور کیجئے کہ ادھر ڈیڑھ سو سال میں ہندوستان میں جتنی مذہبی تحریکات اُٹھی ہیں ان کی رگوں میں کن کا خون جگر دوڑ رہا ہے اور ان کا اصل سرچشمہ اور منبع کون ہے؟ یہی مدارس ہیں جنھوں نے جماعتوں کو اچھے داعی اور مبلغ فراہم کئے ہیں، علمی دنیا کو اسلامیات پر اعلیٰ درجہ کا لٹریچر فراہم کیا ہے، عام مسلمانوں کو گاؤں گاؤں امام وخطیب فراہم کئے ہیں، جن کا عام مسلمانوں کو اسلام سے جوڑے رکھنے میں بڑا کردار ہے، جنھوں نے اُردو زبان کو زندہ رکھا ہے جس سے مسلمانوں کا بہت بڑا قومی اور دینی ورثہ متعلق ہے، غرض یہ مدارس پاور ہاؤس ہیں، جن سے دین کے تمام شعبوں کو غذا ملتی ہے اور اسلام کے ہر کاز کو قوت بہم پہنچتی ہے۔

اسی لئے فرقہ پرست تنظیمیں آج سب سے زیادہ دینی مدارس کو ہدف بنائے ہوئی ہیں، کیوں کہ انھوں نے محسوس کر لیا ہے کہ جب تک یہ مدارس اور ان درسگاہوں سے پیدا ہونے والے علماء باقی رہیں گے، مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنا اور ان کو اکثریت کی ثقافت میں جذب کرنا ممکن نہ ہوگا اور ان کا یہ خیال یقیناً غلط بھی نہیں؛ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ یہ مدارس ہی ہیں کہ ان کی وجہ سے ہندوستان میں اسپین کی تاریخ دوہرائی نہ جا سکی اور مذہبی غیرت وحمیت اور اسلامی شعائر کا احترام واہتمام جس قدر اس خطہ میں پایا جاتا ہے، اکثر مسلم ممالک بھی اس میں ان کی ہمسری نہیں کر سکتے: اس لئے بلا خوف تردید اور بغیر کسی طرفداری کے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اس وقت اسلام کی حفاظت وبقاء، اس کی دعوت واشاعت اور اس کی سربلندی کا سب سے بڑا ذریعہ یہی مدارس ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان مدارس میں ایک بہت بڑی تعداد ان بچوں کی ہے، جو غریب گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان مدارس کے طلبہ میں بہت بڑا حصہ معاشی اعتبار سے کمزور ہوتا ہے، پس ان مدارس کو زکوٰۃ ادا کرنے میں زکوٰۃ کے دونوں مقاصد کی بیک وقت تکمیل ہوتی ہے، غرباء کی ضرورت بھی پوری ہوتی ہے اور اسلام کی سربلندی کے مقصد میں بھی مدد ملتی ہے۔

اس لئے ہمارے فقہاء نے خوب سوچ سمجھ کر ضرورت مند علماء اور علم دین حاصل کرنے میں مشغول طلبہ کو زکوٰۃ ادا کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس کو زیادہ باعث فضیلت بتایا ہے، مشہور محدث امام عبداللہ بن مبارکؒ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اپنی اعانتیں علماء ہی پر خرچ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقام نبوت کے بعد علماء سے بڑھ کر کوئی بلند مرتبہ نہیں، (الاتحاف: ۴/ ۴۱۷) مشہور فقیہ علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے جو شخص اپنے آپ کو علم کے لئے فارغ کر لے، اس کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے؛ کیوں کہ وہ دوسرے ذرائع معاش اختیار نہیں کر سکتا: يجوز له اخذ الزكاة و لو غنيا إذا فرغ نفسه لإفادة العلم و إستفادته لعجزه عن الكسب. (درمختار مع الرد: ۶/ ۲۸۵) ایک اور موقع پر فرماتے ہیں: التصدق على العالم الفقير أفضل او إلى الزهاد. (حواله سابق:) محتاج عالم یا عابد وزاہد لوگوں پر صدقہ کرنا افضل ہے۔ اور یہ کچھ فقہاء کی طبع زاد بات نہیں؛ بلکہ خود قرآن مجید سے ماخوذ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ لاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ لاَ يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَّمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۔(البقرۃ: ۲۷۳) (صدقات میں) اصل حق ان حاجت مندوں کا ہے جو اللہ کی راہ میں گھر گئے ہیں، ملک میں کہیں چل پھر نہیں سکتے، ناواقف انھیں ان کی احتیاط کی وجہ سے غنی خیال کرتے ہیں، تم انھیں ان کے چہرہ کے نقوش سے پہچان لوگے، وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے، اور تم مال میں سے جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو محتاج اور ضرورت مند حضرات دین کے کام کی وجہ سے کسبِ معاش میں مستقل طور پر لگنے کے موقف میں نہ ہوں، وہ صدقات اور اعانتوں کے زیادہ مستحق ہیں، اسی لئے اکابر مفسرین کا رجحان یہی ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت اس سے اشارہ اصحابِ صفہ یعنی صفہ میں مقیم طالبان علوم نبوت کی طرف تھا، (دیکھئے: تفسیر کبیر: ۳/ ۶۳۶، تفسیر قرطبی: ۳/ ۳۴۰) بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے یہ طریقہ مروج تھا کہ اہل ثروت صحابہ ث اپنے صدقات کی کھجور اصحاب صفہ کے لئے پیش کیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو اس کی ہدایت ہوتی تھی؛ اس لئے یوں تو تمام محتاج وضرورت مند مسلمانوں کی زکوٰۃ سے مدد کرنی چاہئے؛ لیکن دینی مدارس کا خصوصی استحقاق قرآن سے بھی ثابت ہے، حدیث سے بھی، سلف صالحین کے عمل سے بھی اور یہ زیادہ مکمل طریقہ پر مقاصد زکوٰۃ کو پورا کرتا ہے، نیز بالخصوص ہندوستان کے موجودہ حالات میں اسلام کی بقاء اور حفاظت کے لئے یہ نہایت ہی موثر ذریعہ اور طاقتور وسیلہ ہے۔

Scanned with CamScanner

اربا، ضلع رانچی میں امارت انٹرنیشنل اسکول کا حضرت امیر شریعت کے ہاتھوں افتتاح

امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امارت شرعیہ کے پلیٹ فارم سے بنیادی دینی تعلیم کے فروغ کے ساتھ ساتھ معیاری عصری تعلیمی اداروں کے قیام اور اردو زبان کی ترویج واشاعت کی بڑی مہم کا آغاز کیا۔ آپ نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں امارت پبلک اسکول کے وسیع پروجیکٹ کو شروع کیا اور آپ کا ارادہ تھا کہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ سمیت امارت شرعیہ کے تمام حلقۂ کار میں اس منصوبہ کو پھیلا دیں۔ رانچی کے نگڑی اور گریڈیہہ کے بنکھنجو سے شروع ہونے والا منصوبہ ابھی ابتدائی مرحلہ میں ہی تھا کہ وقت موعود آپہونچا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس منصوبہ کو پھلتا پھولتا نہ دیکھ سکے۔ آپ نے اپنی وفات حسرت آیات سے صرف سترہ دن پہلے اس وسیع وعریض پانچ ایکڑ کی اراضی میں امارت انٹرنیشنل اسکول کی بنیاد رکھی۔ امارت انٹرنیشنل اسکول کا قیام آپ کا سنہرا خواب تھا، جس کے ذریعہ آپ نے ایک ایسے نظام کو زندہ کرنے کا ارادہ کیا تھا جس کے ذریعہ قرآن اور سائنس کے علم کے درمیان پیدا ہو جانے والے گیپ کو ختم کیا جا سکے، یہاں سے پڑھنے والے طلبہ جب پڑھ کر نکلیں تو ایک طرف وہ اسلامی علوم کے ماہر ہوں تو دوسری طرف دنیاوی علوم کے بھی ماہر بنیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں تو اس خواب کو پورا ہوتے نہیں دیکھا لیکن ان شاء اللہ ہم سب مل کر جلد ہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس سنہرے خواب کو پورا کریں گے۔ اور یہاں ایک شاندار پلس ٹو رہائشی اسکول قائم ہوگا، جہاں سی بی ایس ای کے نصاب کے مطابق معیاری تعلیم دی جائے گی، ساتھ میں عربی زبان، اسلامی اسٹڈیز، حدیث، فقہ اور تفسیر بھی نصاب کا لازمی حصہ ہوں گے۔ یہ باتیں امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے مورخہ ۲۳ر مارچ ۲۰۲۲ء کو ہوجیر بلداما (اربا) ضلع رانچی میں واقع امارت انٹرنیشنل اسکول کے پانچ ایکڑ کے وسیع وعریض احاطہ میں ابتدائی طور پر تعلیم کے آغاز کے موقع پر منعقد ایک نشست میں کہیں۔ آپ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ابھی ابتدائی درجات شروع کیے جا رہے ہیں، لیکن جلد ہی یہاں عالیشان عمارت بنے گی اور شاندار رہائشی اسکول قائم ہوگا۔

اس نشست سے حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے بھی خطاب کیا اور فرمایا کہ امارت شرعیہ نے ہمیشہ تعلیم کو اپنے اولین ایجنڈا کا حصہ بنایا ہے، اس لیے کہ کوئی بھی قوم تعلیم کے ذریعہ ہی ترقی کے منازل طے کرتی ہے۔ امارت پبلک اسکول کا منصوبہ بڑا وسیع منصوبہ ہے۔ ان شاء اللہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی قیادت میں امارت شرعیہ اس منصوبہ کی تکمیل کے لیے پرعزم ہے۔ اگر قوم نے ساتھ دیا اور وسائل فراہم کیے تو آپ دیکھیں گے کہ ہم سماج کی تعلیمی، معاشی، معاشرتی، تہذیبی وفکری تصویر کو بدلنے کی طرف بہت جلد ایک مثبت قدم بڑھا پائیں گے۔ قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے تمام لوگوں کو شکریہ ادا کیا اور کہا کہ حضرت امیر شریعت سابعؒ نے امارت پبلک اسکول کے منصوبہ جس مقام تک پہونچانا چاہا تھا ان شاء اللہ ہم سب مل کر اس مقام تک پہونچائیں گے، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کاموں میں اخلاص اور قدموں میں استقامت عطا فرمائے۔ قاضی شریعت مرکزی دار القضاء مولانا محمد انظار عالم قاسمی، قاضی شریعت مولانا مفتی محمد انور قاسمی صاحب نے بھی اپنے خطاب میں یقین دہانی کرائی کہ بہت جلد امارت انٹرنیشنل اسکول کے منصوبہ کو ہم زمین پر اترتا دیکھیں گے، اور ان شاء اللہ اس سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے روح کو بھی تسکین ملے گی۔

امارت انٹرنیشنل اسکول کی اکیڈمک کمیٹی کے معزز ذمہ داران میں جناب الحاج شفیق عالم صاحب، جناب انیس حیدر صاحب، شاہ عمیر صاحب، ومقامی علماء کرام میں سے مولانا محمد صاحب جامعہ حسینیہ کڈرو، مفتی عمران صاحب سماجی کارکن ونود کھیا صاحب، معزز مہمان مکرم مولانا حافظ احتشام عالم رحمانی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور امید ظاہر کی کہ جلد ہی اسکول کا قیام ہوگا جس سے علاقہ کی تعلیمی وتہذیبی فضا میں مثبت تبدیلی آئے گی۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں بچوں نے اسکول میں ایڈمیشن لیا۔ انتظامی امور کی ذمہ داری جناب مولانا منظور عالم اکی رکن شوریٰ وعاملہ امارت شرعیہ، جناب جنت حسین گارڈ، جناب مولانا زین الحق صاحب، اسعد اللہ صاحب مولانا محبوب رحمانی صاحب مبلغین امارت شرعیہ، مولانا ابوداؤد صاحب معاون دفتر دار القضاء رانچی، مولانا سہیل سجاد قاسمی آفس انچارج امارت پبلک اسکول نگڑی رانچی ودیگر اسٹاف نے انجام دی۔

تعلیم کے ذریعہ ہی ترقی کے منازل طے ہو سکتے ہیں: حضرت امیر شریعت

کٹک میں امارت پبلک اسکول کے افتتاح کے موقع پر حضرت امیر شریعت ونائب امیر شریعت کا بصیرت افروز خطاب

اس ملت کی شان وشوکت اور عظمت کی عمارت تعلیم کی بنیادوں پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے ذریعہ سے پوری ملت کو پہلا پیغام جو دیا وہ علم کا تھا، علم ہی وہ شے ہے جس نے اولاد آدم کو تمام مخلوقات کے اوپر فضیلت بخشی اور اسے مسجود ملائک بنا دیا۔ جب تک ملت نے تعلیم کو اپنے سینے سے لگائے رکھا عظمت وبلندیوں کے منازل سر کرتے چلے گئے، ایک وقت تھا جب عالم اسلام کے علوم وفنون کی روشنی سے پورا عالم روشن ہو رہا تھا اور مشرق وسطیٰ سے لے کر یورپ تک اسلامی علوم وفنون کی خوشہ چینی کر رہا تھا۔ افسوس کہ مسلمانوں نے اپنی عظمت وشوکت کو کھو دیا۔ اور اپنی ترجیحات کی بنیادیں علم کے علاوہ دوسری چیزوں پر قائم کر دیں نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی شان وشوکت اور عظمت قصہ پارینہ بن گئی۔ نوبت یہاں تک پہونچی کی حکومتوں کو ان کے پچھڑے پن کے اسباب کی جستجو ہوئی۔ ماضی قریب میں حکومت ہند نے ایک سابق جج جسٹس راجندر سچر کی قیادت میں ہندوستانی مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کے اسباب علل جاننے کے لیے ایک سروے کمیٹی بنائی۔ اس کمیٹی کے اعداد وشمار چونکا دینے والے تھے۔ کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق مسلمانوں کی شرح خواندگی ملک میں تمام مذاہب کے مقابلہ میں سب سے کم، اعلیٰ تعلیم میں ان کی شرح ڈھائی فیصد نوکریوں میں صفر اعشاریہ چار ایک فیصد اور معاشی وسماجی حالت دلتوں سے بھی ابتر تھی۔ آپ غور کیجئے جس قوم کے ایک سو میں سے ساڑھے ستانوے لوگ علم کو اپنی ترجیحات میں شامل نہیں کریں گے تو وہ قوم سماجی اور معاشی اعتبار سے کیسے مستحکم ہو سکے گی۔ امارت پبلک اسکول کے قیام سے امارت شرعیہ پوری ملت کو یہی پیغام دے رہی ہے کہ آپ اپنی ترجیحات کو بدلیے اور جس علم کی بنیاد پر آپ کو کھڑا کیا گیا تھا اس کو ایک بار پھر اپنے سینے سے لگائیے۔ امارت پبلک اسکول کے قیام کا مقصد ہے کہ ہماری قوم کے بچے اپنی شناخت اور تہذیب وتشخص کے ساتھ سماج کے لیے مفید سے مفید تر بنیں۔ یہ باتیں امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے مورخہ ۲۱ مارچ ۲۰۲۲ء کو دار القضاء امارت شرعیہ بخشی بازار کٹک میں امارت پبلک اسکول کے افتتاح کے موقع پر منعقد ایک افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔ آپ نے کہا کہ امارت شرعیہ کا ارادہ ہے کہ بنیادی دینی تعلیم اور معیاری عصری تعلیم کے فروغ کی جو مہم حضرت امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحبؒ نے شروع کی تھی اس مہم کو پورے بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ اور امارت شرعیہ کے تمام حلقۂ کار میں پوری مضبوطی کے ساتھ پہونچایا جائے۔ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے بھی علم نافع کی فضیلت واہمیت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ سماج کو جس طرح ایک اچھے عالم، مفتی اور قاضی کی ضرورت ہے، اسی طرح سماج کو ایک اچھے ڈاکٹر، انجینئر اور دیگر فنون کے ماہرین کی بھی ضرورت ہے۔ اچھے لوگوں سے مل کر ہی اچھا سماج وجود میں آتا ہے۔ جس سماج میں جتنے زیادہ تعلیم یافتہ لوگ ہوں گے وہ سماج اتنا زیادہ سلیقہ مند ومہذب ہوگا، کیوں کہ تعلیم ہی کے ذریعہ سلیقہ اور تہذیب آتی ہے۔ اسی لیے قرآن نے کہا کہ علم والے اور بے علم کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ تعلیم یافتہ افراد ہی مضبوط ومستحکم سماج کی تشکیل کر سکتے ہیں۔ امارت شرعیہ ہر جگہ امارت پبلک اسکول اس لیے قائم کر رہی ہے کہ ایک مضبوط ومستحکم سماج کی داغ بیل ڈالی جا سکے۔ آپ نے قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء کے مضمرات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس پالیسی کا مقصد ملک کے تعلیمی نظام کو ایک خاص فکر وتہذیب کے رنگ میں رنگ دینا ہے ایسی صورت میں ملت کے نونہالوں کے اندر اسلامی فکر وتہذیب قائم رکھنے اور ان کی شناخت وتشخص کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ ہم بڑی تعداد میں ایسے بنیادی مکاتب، اسکول، کالجز اور دیگر تعلیمی ادارے قائم کریں جہاں اسلامی ماحول میں اپنے دین ومذہب، عقیدہ وفکر اور تہذیب وشناخت کی بقاء کے ساتھ معیاری تعلیم دی جا سکے تاکہ ہمارے بچے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں مگر اپنی حقیقت وتشخص کو نہ بھولیں۔ مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی صاحب قاضی شریعت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ نے کہا کہ اسلام میں تعلیم کی کس درجہ اہمیت ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب کفار مکہ کے کچھ لوگ قید ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رہائی کی شرط یہ قرار دی کہ ان میں سے ہر ایک کم سے کم مسلمانوں کے دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔ ظاہر سی بات ہے کہ ان قیدیوں نے مسلمانوں کے بچوں کو کوئی دین ومذہب کی تعلیم نہیں دی ہوگی بلکہ اس زمانہ کا مروجہ علم اور فن ہی سکھایا ہوگا۔ اس سے پتہ چلا کہ اسلام علم کے معاملہ میں کوئی تفریق نہیں کرتا اور ہر اس علم کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو مفید ہو اور جو انسان کو دوسروں کے لیے نفع بخش بنائے، اسلام کے نزدیک ہر وہ علم محبوب ہے جو انسان کو اپنے خالق اور اپنی ذات کی معرفت کرائے، ہاں جو علم انسان کو اپنے خالق سے دور کر دے اس علم کی حوصلہ افزائی اسلام نہیں کرتا ہے۔ اس موقع پر مولانا ابوداؤد صاحب مہتمم مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات سونگڑہ نے بھی خطاب کیا اور امارت پبلک اسکول کے قیام کو علاقہ کے لیے ایک خوشگوار نعمت اور امارت شرعیہ کی جانب سے بہترین تحفہ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ کے اس اسکول سے لوگوں کو ایک نمونہ اور آئڈیل ملے گا اور جو لوگ تعلیم کے میدان میں سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں انہیں حوصلہ اور رہنمائی ملے گی۔ امارت پبلک اسکول کے افتتاح کے موقع پر یہ خصوصی اجلاس حضرت امیر شریعت کی صدارت میں صبح ساڑھے دس بجے سے تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا اور آخر میں پونے ایک بجے صدر مجلس کی دعا پر ختم ہوا۔ کٹک کے مشہور نوعمر نعت خواں حمزہ غازی نے اپنی مترنم آواز میں نعتیہ کلام پیش کیا اور حضرت امیر شریعت کی مدح میں بھی کچھ اشعار سنائے۔ اجلاس کی نظامت مولانا صبغۃ اللہ قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ کٹک نے کی۔ اس سے قبل مقامی علماء ودانشوران نے حضرت امیر شریعت اور دیگر مہمانوں کا شاندار استقبال کیا۔ استقبال کرنے والے علماء ودانشوران میں مولانا میر مسعود علی صاحب، قاضی شریعت کٹک جناب مولانا سید عبد الحفیظ قاسمی، مولانا مفتی عبد الرحمٰن صاحب، مولانا سلطان ندوی صاحب، حافظ ابونسیم صاحب، سید برکت علی تنویر صاحب، حاجی عبد القدوس صاحب، مولانا خیر الدین صاحب، جناب مجیب صاحب وجناب انجم صاحب کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ خصوصی مہمانان کرام میں جناب مولانا حافظ احتشام عالم رحمانی صاحب خانقاہ رحمانی مونگیر بھی شامل تھے۔

اعلان داخلہ برائے تربیت قضاء وافتاء

المعهد العالي للتدريب في القضاء والافتاء

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی زیر نگرانی "المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء" کے نام سے ایک ادارہ شوال ۱۴۱۸ھ سے قائم ہے، جس میں تربیت قضاء وافتاء میں ایسے باصلاحیت فضلاء کو داخلہ دیا جاتا ہے جن کو فقہ اسلامی سے مناسبت ہو، تاکہ وہ کتاب وسنت، فقہ اور مصادر فقہ پر گہری نظر کے ساتھ احوال وعرف زمانہ سے آشنا ہو کر عصر حاضر کے درپیش چیلنجز کا سامنا کرنے کے اہل ہو سکیں اور ان کے اندر ملک میں قانون شریعت کے تحفظ اور عائلی نزاعات کے حل کے لئے قائم ہونے والے دار القضاء ودار الافتاء کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔

اس معہد کا نصاب دو سالہ ہے، جس میں فقہ القرآن، فقہ الحدیث، مقاصد شرع، فقہ، اصول فقہ، قواعد فقہ، اصول افتاء اور فرائض کے علاوہ مسلم پرسنل لاء کے ابواب پر خصوصی نظر اور قضاء وافتاء کی خصوصی تربیت وعملی مشق کرائی جاتی ہے۔ بقدر ضرورت انگریزی، ہندی اور کمپیوٹر کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ طلبہ کے قیام وطعام کا نظم معہد کی طرف سے ہے۔ اس کے علاوہ سال اول کے طلبہ کو- چھ سو روپئے اور سال دوم کے طلبہ کو آٹھ سو روپئے ماہانہ بطور وظیفہ دیئے جاتے ہیں۔ سال اول میں داخلہ کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ داخلہ کے لئے مستند ادارے اور مدارس سے فارغ شدہ ایسے طلبہ درخواست دے سکتے ہیں جنہوں نے ممتاز نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہو اور جنہیں معہد کے مقاصد سے دلچسپی ہو۔ مورخہ ۱۲۔۱۳ر شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۴۔۱۵ر مئی ۲۰۲۲ء روز سنیچر واتوار تربیت قضاء وافتاء میں داخلہ کے لئے تقریری امتحان ہوگا اور ۱۴ر شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶ر مئی ۲۰۲۲ء روز سوموار تحریری امتحان ہوگا۔ درخواست کے ساتھ عالمیت یا فضیلت کے نتائج امتحان کی مصدقہ کاپی ارسال کریں۔ اگر کسی وجہ سے آخری امتحان کے نتائج درخواست کے ساتھ نہ بھیج سکیں تو امتحان داخلہ کے وقت ساتھ لائیں۔ داخلہ کے خواہش مند طلبہ مورخہ ۱۲ر شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۴ر مئی ۲۰۲۲ء روز سنیچر کی صبح تک المعہد پہنچ جائیں تاکہ داخلہ امتحان میں شریک ہو سکیں۔ درخواست بنام سکریٹری المعہد العالی امارت شرعیہ قاضی نگر، پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ (بہار) ارسال کریں۔ درخواست میں اپنا نام مع ولدیت، سکونت، رابطہ کا پتہ، کہاں تعلیم حاصل کی ہے، ضرور لکھیں۔ ضروری ہے کہ اپنی سیرت وکردار کا تصدیق نامہ بھی منسلک کریں۔ داخلہ کے وقت سابق ادارہ کی سند یا تصدیق نامہ اور جائے سکونت کا رہائشی سرکاری سرٹیفکیٹ (دونوں کی اصل کاپی) داخل کرنا ضروری ہوگا۔

عبد الباسط ندوی

سکریٹری المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء

Scanned with CamScanner

دار القضاء کا اصل کام ایک صالح اور شریعت پر کاربند معاشرہ کی تشکیل ہے: حضرت امیر شریعت

ضلع جگت سنگھ پور ،اڈیشہ میں دار القضاء کا قیام، مولانا امام الدین قاسمی قاضی شریعت مقرر

ہم سب کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ دار القضاء کیا ہے اور دار القضاء کا کام کیا ہے۔ آپ کے علاقہ میں دار القضاء اور قاضی شریعت کے موجود ہونے کا مطلب ہے کہ آپ کے پاس ایک کاؤنسلر موجود ہے، ایک ایسا شخص موجود ہے ، جو آپ کے تمام تنازعات کا شریعت کے مطابق حل کر سکتا ہے، اس کے متعلق آپ کو اللہ اور رسول کا حکم بتا سکتا ہے ۔اس لیے آپ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے مسائل اور تنازعات کا حل کرنے کے لیے قاضی شریعت سے رجوع کریں ، نہ صرف طلاق و خلع کے معاملہ میں بلکہ وراثت ، وصیت، عقود اور معاہدات کے معاملہ میں بھی حکم شرعی جاننے کے لیے آپ دار القضاء سے رجوع کر سکتے ہیں۔ دار القضاء کا اصل کام ایک صالح معاشرہ کی تشکیل ہے۔ اگر ہم میں سے ہر شخص یہ عہد کر لے کہ اپنے تمام مسائل و تنازعات کے حل کے لیے دار القضاء آئیں گے اور دار القضاء کے ذریعہ بتائے گئے حل کو مانیں گے تو ہم ایک بہتر معاشرہ بنانے میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہ باتیں امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے 21 مارچ 2022 کو ضلع جگت سنگھ پور میں دار القضاء کے افتتاح کے موقع پر منعقد ایک اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے ایمان کی بنیاد پر اور ضمیر کی آواز پر اللہ کی رضا طلب کرنے کے لیے دار القضاء کے فیصلہ کو قبول کریں۔ دار القضاء کے ذریعہ اپنے معاملات کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق کرانا بھی نماز و روزہ کی طرح ہی عبادت ہے اور مسلمانوں کے لیے لازم ہے۔ جس طرح نماز و روزہ کے ذریعہ ایک مسلمان اللہ کی رضا طلب کرتا ہے، اسی طرح دار القضاء سے اپنے تنازعات کا حل کرا کر بھی وہ اللہ کی رضا طلب کر سکتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ ہندوستان کی عدالتوں میں تین کروڑ سے زیادہ کیسیز پینڈنگ میں ہیں، بعض بعض کیس تو پچاس سالوں سے کورٹ میں ہیں۔ ایسے میں امارت شرعیہ کے جتنے بھی دار القضاء ہیں وہ مسلمانوں کے دیوانی معاملات کو حل کر کے ایک طرح سے کورٹ کی مدد کر رہے ہیں۔

مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب مدظلہ العالی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ و استاذ حدیث و تفسیر دار العلوم وقف دیوبند نے اپنے خطاب میں دار القضا کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ دار القضاء کے قیام کا مقصد معاشرہ میں انصاف کو عام کرنا اور انصاف کی راہ کو آسان بنانا ہے۔ انصاف جس قدر عام ہوگا، معاشرہ میں اسی قدر امن و سکون قائم ہو سکے گا ،اس وقت مختلف جہتوں سے شریعت اسلامی کو داغدار کرنے اور نئی نسل کے ذہن و دماغ کو اپنے دین و شریعت سے بیزار کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں، ایسے حالات میں ہمیں نئے جذبۂ ایمانی کے ساتھ اپنے دین و شریعت پر عمل کے لیے تیار رہنا چاہئے۔

امارت شرعیہ کے قاضی شریعت مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ کا نظام مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کا حصہ اور اس کا شعبۂ دار القضاء ایک محکم ایمانی فریضہ ہے۔ امارت شرعیہ بہار, اڈیشہ و جھارکھنڈ کے تحت ایک صدی سے زیادہ مدت سے دار القضا کا نظام قائم ہے جہاں مسلمانوں کے عائلی معاملات و تنازعات کا اسلامی شریعت کے مطابق حل کیا جاتا ہے، مرکزی دار القضا کے علاوہ بہار, اڈیشہ و جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے 75 مقامات پر امارت شرعیہ کا دار القضا قائم ہے۔ آج ضلع جگت سنگھ پور میں مدرسہ مصباح العلوم کاغذی محلّہ میں دار القضاء کا افتتاح اسی زریں سلسلہ کی اہم کڑی اور ایمانی فریضہ کی تکمیل اور موجودہ امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی کی بصیرت آگہی اور جرأت مندانہ اقدام کی واضح تصویر ہے۔ اسی لیے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اپنے آپسی تنازعات اور اختلافات اس دار القضاء کے ذریعہ فیصل کرائیں۔ اجلاس میں علماء کرام نے کلمہ کی بنیاد پر ملت کے اتحاد, معاشرہ میں عدل و انصاف کی ضرورت، موجودہ حالات میں علماء کی ذمہ داریاں، تبلیغ و دعوت دین کی اہمیت، اسلامی قوانین کی اہمیت و ضرورت، تعلیمی بیداری، ایک صالح و پرامن معاشرہ کی تعمیر، قانون شریعت کی تفہیم و تشریح و دینی و عصری تعلیم کا فروغ جیسے عنوانات پر بھی خطاب فرمایا۔

ان حضرات کے علاوہ مہمان خصوصی کے طور پر جناب حافظ احتشام رحمانی خانقاہ رحمانی مونگیر جناب مفتی اشرف صاحب مہتمم جامعہ قاسم العلوم بشن پور جگت سنگھ پور، مولانا قاری شریف احمد قاسمی مہتمم جامعہ اسلامیہ ریاض العلوم کاغذی محلّہ جگت سنگھ پور، جناب مولانا غلام صمدانی صاحب رکن شوری امارت شرعیہ، جناب مولانا سرفراز رشادی صاحب جامعہ عبداللہ ابن مسعود آخوان محلّہ جگت سنگھ پور بھی شریک ہوئے۔ اجلاس کی نظامت کے فرائض جناب مولانا صبغۃ اللہ قاسمی نائب قاضی شریعت دار القضا امارت شرعیہ کٹک نے انجام دیے۔ اس موقع پر مولانا مفتی امام الدین قاسمی صاحب کو ضلع جگت سنگھ پور اور پوری کا قاضی شریعت مقرر کیا گیا اور حضرت امیر شریعت نے ان کو مجمع کے سامنے سند قضاء تفویض کی اور عوام و خواص سے ان کے فیصلہ کو ماننے کا عہد لیا۔

اعلان داخلہ برائے طلبہ جدید جامعہ رحمانی، خانقاہ، مونگیر، بہار

جامعہ رحمانی، خانقاہ، مونگیر ہندوستان کا منفرد ممتاز دینی، تعلیمی، تربیتی ادارہ ہے، اس کی دینی و علمی خدمات کا دائرہ تقریبا ایک صدی پر پھیلا ہوا ہے۔ جامعہ رحمانی سے فیض یافتہ حفاظ، علماء و فضلاء کی ایک بڑی جماعت ملک اور بیرون ملک میں پھیلے بے شمار اداروں میں دینی و ملی خدمات انجام دے رہی ہے۔۔ اس سال جامعہ رحمانی کے موجودہ سرپرست امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت پر تعلیمی مشاورتی مجلس نے یہ طے کیا ہے کہ جامعہ رحمانی کے تمام شعبہ جات (درجہ حفظ، درجات عربی از درجہ ششم اردو تا دورہ حدیث، دار الحکمت اور شعبہ تخصص فی الافتاء) میں امسال بھی جدید طلبہ کا آن لائن داخلہ فارم بھرا جائے گا۔ جدید طلبہ کے داخلہ سے متعلق ہدایات جاری کی گئی ہیں تاکہ طلبہ اس کے مطابق داخلہ فارم پر کر کے اپنی کاروائی مکمل کرلیں۔ جسکی تفصیل نیچے درج ہے۔

ہدایات برائے داخلہ جدید طلبہ

☆ فارم پُر کرنے کی آخری تاریخ 20 / رمضان المبارک 1443ھ ہے۔
☆ داخلہ کی تمام کارروائیاں آف لائن 10 / شوال تا 15 / شوال 1443ھ جامعہ رحمانی کے دفتر میں ہوں گی۔
☆ مطلوبہ درجہ میں داخلہ کے لئے داخلہ امتحان میں کامیاب ہونا شرط ہے۔
☆ متعلقہ فارم کی مطلوبہ معلومات کو اردو اور انگریزی میں صحیح درج کریں۔

فارم داخلہ

فارم داخلہ برائے جدید طلبہ: https://tinyurl.com/54wyjmn8
فارم داخلہ برائے شعبہ تخصص فی الافتاء: https//tinyurl.com/2p8wm232
نوٹ: کسی بھی قسم کے سوالات اور معلومات کے لیے ان نمبرات پر کال کریں
مولانا عبد الاحد رحمانی ازہری (8102217957) مولانا عبد العلیم رحمانی ازہری (9142603040)
مولانا محمد مشاہد حسین ندوی (7261898580) مولانا محمد تسلیم قاسمی (900652298)
مزید معلومات کے لیے دفتر جامعہ رحمانی کے ان نمبرات پر رابطہ کریں:

9430029786، 9430045222، 9431277086، 7004337937

جاری کردہ: محمد عارف رحمانی
جنرل سکریٹری جامعہ رحمانی، خانقاہ، مونگیر، بہار

حضرت امیر شریعت کے ہاتھوں گلاب باغ پورنیہ میں امارت پبلک اسکول کا افتتاح

مورخہ 25 مارچ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ گلاب باغ پورنیہ میں امارت پبلک اسکول سے متعلق ایک عظیم الشان اجلاس زیر صدارت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ منعقد ہوا۔ حضرت امیر شریعت نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ امارت پبلک اسکول کے قیام کا مقصد اسلام کے اس وسیع نظریہ تعلیم کو عام کرنا ہے جس کے ذریعہ اسلام کے دور اولین میں ہمارے اکابر نے پوری دنیا کو علم و ہنر کی سوغات دی تھی، جس تعلیمی نظام کے تحت ہر شخص اپنے ملی و مذہبی تشخص کی بقاء کے ساتھ جہاں ایک طرف معیاری تعلیم حاصل کرسکتا ہے تو دوسری طرف اخلاقی تربیت کے ذریعہ ایک اچھا شہری اور ایک اچھا انسان بھی بن سکتا ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ ہمیں اس ملک میں تعلیم کے ہر میدان میں امتیاز اور اختصاص پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اور اس کے لیے ان شاء اللہ امارت پبلک اسکول کے اس شجرہ طوبیٰ کو تا وسعت امکاں پھیلانے کے لیے ہم پرعزم ہیں۔

نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی امارت شرعیہ کی تحریکات اور موجودہ سرگرمیوں پر بیش بہا کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم تمام اہل ایمان اگر پوری دیانت داری کے ساتھ امارت کی تحریکات میں شریک رہیں گے تو ہمارے عزائم شرمندہ تعبیر ہوں گی امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی نے عصری علوم کی افادیت پر مغز خطاب کیا۔

اجلاس میں شریک مولانا قاضی ارشد قاسمی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ پورنیہ نے حضرت امیر شریعت کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔ امارت ITI کے سکریٹری ایڈووکیٹ طارق شہزاد نے گلدستہ اور شال پیش کیا جبکہ مولانا مزمل حسین قاسمی مبلغ امارت شرعیہ نے انتظامی امور کو انجام دیا۔

کامیابی اتحاد و اتفاق اور اللہ تعالی کی فرمانبرداری سے ملتی ہے: مفتی وصی احمد قاسمی

امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ العالی کی ہدایت کے مطابق مورخہ ۲۰ / مارچ ۲۰۲۲ء سے امارتِ شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کا آٹھ روزہ دعوتی و اصلاحی دورہ ضلع مغربی چمپارن کے چار بلاک، سکٹا، بینا ٹانڈ، گوناہا، نرکٹیا گنج میں جاری ہے، اس سلسلے میں مورخہ ۲۵ / مارچ کو گوناہا بلاک کے مادھو پور بیریا گاؤں میں اجلاس عام منعقد ہوا، یہ اجلاس بعد نماز مغرب منعقد ہوکر دس بجے شب کو اختتام پذیر ہوا، اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائد وفد جناب مولانا و مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ نے اتحاد و اتفاق کے موضوع پر جامع تقریر پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بنیاد پر اکٹھا ہوں، ہم صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہیں، نہ ہم شیخ ہیں، نہ سید ہیں، نہ کالے ہیں نہ گورے ہیں، نہ عربی ہیں، نہ عجمی ہیں، ہم صرف ایمان والے ہیں، ہمیں کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر اکٹھا ہونا چاہیے نہ کہ رنگ و نسل اور ذات برادری کی بنیاد پر، یہ خاندان، حسب و نسب، ذات برادری پہچاننے کے ذرائع ہیں نہ کہ اصل پہچان ، ہماری پہچان ہے ایمان والا ہونا ، کامیابی اتحاد سے ملتی ہے ، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے ملتی ہے، فرمایا ہمارے درمیان رائے کا اختلاف ہوسکتا ہے، لیکن اسے دل کا اختلاف بنالینا ایمان والوں کا طریقہ نہیں ہے۔ بعدہ میاں بیوی کے حقوق کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی ضرورت ہیں، دونوں ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہیں دونوں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دیں تو دونوں کی زندگی ایک دم سے تھم جاتی ہے، مزید فرمایا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں پر ظلم کرنا بند کرو، یہ عورتیں ہماری زندگی کے لئے خوبصورت نعمت ہیں، یہ عورتیں نوکرانی نہیں ہیں، پاؤں کی چپل نہیں ہیں، سامانِ تجارت نہیں ہیں، یہ ہمارے گھر کی عزت ہیں، اخیر میں جہیز اور دیگر خرافات کا تذکرہ کرتے ہوئے عورتوں کو وراثت میں حصہ دینے پر زور دیتے ہوئے اپنی تقریر کو حضرت نے مکمل کیا۔ مولانا اشتیاق احمد قاسمی قاضی شریعت دار القضاء بسوریا وبگہا ضلع مغربی چمپارن نے کہا کہ اگر ہمیں حالات کا مقابلہ کرنا ہے، عزت اور وقار کے ساتھ جینا ہے تو ایمان و عقیدے کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ہمیں عصری تعلیم کے میدان میں مکمل تیاری کے ساتھ اترنا ہوگا اور دنیا کی تمام لائنوں میں ماہرین کو پیدا کرنا ہوگا۔ اس سے قبل حافظ اسامہ صاحب نے تلاوت قرآن سے اجلاس کا آغاز کیا ، جناب مولانا ظہیر الحسن رحمانی صاحب مبلغ امارتِ شرعیہ نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ علاقائی لوگوں نے جوش و جذبے کے ساتھ وفد امارتِ شرعیہ کا استقبال کیا اور اپنا بیش قیمت تعاون بیت المال امارتِ شرعیہ کے لئے پیش کیا، نیز آئندہ اسی طرح امارتِ شرعیہ کا ہر موڑ پر تعاون کرنے کا عہد کیا۔ اجلاس کی نظامت مولانا مسعود اللہ صاحب رحمانی مبلغ امارتِ شرعیہ نے کی۔ محترم قائدِ وفد کی دعاء پر مجلس کا اختتام ہوا۔

Scanned with CamScanner

ہم میں سے ہر شخص سماج کے لیے مفید سے مفید تر بنے: حضرت امیر شریعت

حیات پیلس راور کیلا میں منعقد خصوصی مشاورتی نشست میں امیر شریعت، نائب امیر شریعت سمیت علماء و دانشوران کا خطاب

امت کے لیے امارت شرعیہ کا سب سے اول پیغام یہ ہے کہ امت میں اتفاق واتحاد قائم ہو۔اتحاد کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سب لوگ ایک ہی بات سوچیں اور ایک ہی جیسا کام کریں، بلکہ اتحاد کا مطلب ہے کہ ہم لوگ اپنے اپنے فکر و عمل کے تنوع کے ساتھ کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر متحد ہوں۔اتحاد کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم سب کا ایمان اللہ اور اس کے رسول پر ہو اور ہم سب ان کی اطاعت پر متحد ہوں۔جماعتوں کے درمیان بھی اتحاد کی ضرورت ہے، سبھی جماعتوں کا مشن اور مقصد ایک ہی ہے اعلاء کلمۃ اللہ گر چہ ان کے طریقۂ کار الگ الگ ہیں۔اسی لیے ملت کے لیے کام کرنے والی ہر قسم کی جماعتوں کو مشن اور مقصد کے اعتبار سے متحد ہونا چاہئے۔یہ باتیں امیر شریعت بہار،اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے مورخہ 22 مارچ 2022 کو شہر راور کیلا، ضلع سندر گڑھ اڈیشہ کے آنند بھون لین میں واقع حیات پیلس میں منعقد ایک خصوصی مشاورتی اجلاس کے دوران علماء ودانشوران کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔انہوں نے امارت شرعیہ کے ذریعہ پیش کیے گئے امارت پبلک اسکول کے وسیع تصور پر بات کرتے ہوئے کہا کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا آپ سائنس اور اسلام ایک ساتھ پڑھائیں گے؟ لوگوں کے ذہن میں ہے کہ مدرسہ الگ چیز ہے، سائنس الگ چیز ہے، دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، آپ ان کو اکٹھا کرنا چاہتے ہیں۔اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہئے۔ہم ایک عالم سے یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ سائنس کے بارے میں اتنی بات جانیں جس سے وہ ایک سوسائٹی کے لیے فائدہ مند ہوسکیں۔ہم لوگوں نے ایک ایسا ذہن بنا رکھا ہے کہ اِس دنیا میں جو بھی نفع دینے والی چیزیں ہیں اس کو سائنس کے حوالہ کر دیا اور اُس دنیا (آخرت) میں جو نفع دینے والی چیزیں ہیں وہ عالم کے حوالہ کر دیا۔ہمیں اس پرسپشن سے باہر نکلنا ہے اور ہم میں سے ہر ایک شخص خواہ وہ عالم دین ہو یا دنیاوی علوم کو پڑھ رہا ہو اس دنیا کے لیے بھی نافع بننا ہے اور اُس دنیا کے بھی نفع اور خیر کو حاصل کرنا ہے۔جس طرح ایک عالم کو چاہئے کہ وہ دنیاوی علوم میں سے اس قدر حاصل کرے جس سے اس دنیا میں وہ مفید تر ہو سکے، اسی طرح ایک سائنس کا علم حاصل کرنے والو کو بھی چاہئے کہ وہ اتنا دین کا علم حاصل کرے، جس سے وہ آخرت کے خیر کو حاصل کرنے والا ہو سکے۔اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے ہیں تو آپ کو پتہ ہوگا کہ اسلام میں ایسا کوئی تصور نہیں تھا کہ دین اور سائنس کے علم کو الگ الگ لوگوں کے لیے خاص کر دیا جائے۔تاریخ میں آپ کو ملے گا کہ محمد ابن موسیٰ الخوارزمی جنہوں نے علم ریاضی کی معرکۃ الآرا کتاب ''اَلْکِتَابُ الْمُخْتَصَر فِی حِسَابِ الْجَبْرِ وَالْمُقَابَلَة'' لکھی وہ ایک عالم تھے۔علم حدیث، فقہ اور تفسیر کے بھی ماہر تھے۔جنہوں نے ٹارزن کی کہانی لکھی جس پر ہالی وڈ کی مشہور فلم بنی ان کا نام حیّ بن یقظان ہے، وہ بھی ایک عالم اور مفسر قرآن تھے۔آپ خود سوچیئے کہ جب کوئی شہر تعمیر ہوگا، عمارتیں بنیں گی تو کیا اسلام کو اس کے بارے میں کچھ نہیں کہنا ہے؟ اسلام میں اس کے لیے کوئی ہدایت موجود نہیں ہے؟ جب کوئی اسپتال بنے گا تو کیا اسلام کی کوئی ہدایت اس کے بارے میں نہیں ہے؟ یقیناً ہے، لیکن یہ ہدایات بنانے والوں کو بتائے گا کون وہ علماء بتائیں گے، اسلام کا علم رکھنے والے بتائیں گے، لیکن المیہ یہ ہے کہ ان دونوں کا آپس میں ربط ہی بہت کم ہے۔امارت پبلک اسکول کا کنسیپٹ اسی گیپ اور خلا کو ختم کرنا اور ان دونوں علوم کو جمع کرنا ہے۔ہم لوگوں کی خواہش ہے کہ جب بھی ہم کوئی اسکول بنائیں خواہ اس میں سی بی ایس ای کا نظام چلائیں، یا آئی سی ایس ای کا نظام چلائیں، ضرور چلائیں، لیکن اس کے ساتھ ہی ابتداء سے بارہویں جماعت تک لازمی طور پر عربی زبان پڑھائیں۔لازماً ان کو قرآن، حدیث اور فقہ پڑھایئے، اس طرح ابتداء سے بارہویں تک چودہ سال بچے جب انگلش، ہندی اور اپنی مقامی زبان کے ساتھ ساتھ عربی زبان پڑھیں گے، قرآن وحدیث اور اسلامک اسٹڈیز کی تعلیم حاصل کریں گے تب یہ فرق مٹنا شروع ہوگا۔آپ نے لوگوں کی توجہ اس جانب بھی دلائی کہ اپنے بچوں کو قانون کی تعلیم بھی دلایئے، انہیں اچھا وکیل بھی بنایئے، جب ہر شہر میں ایسے ماہر وکلاء ہوں گے جو ملکی قانون کے ساتھ ساتھ اسلامی قوانین پر بھی اچھی دسترس رکھیں گے تو وہ زیادہ مضبوطی کے ساتھ عدالتوں میں اسلامی احکام کی ترجمانی کر سکیں گے۔کسی بھی ملک میں اقلیت میں ہونے کی ایک قیمت ہے جو آپ کو چکانی ہوگی، اور ہر اقلیت کو چکانی پڑتی ہے۔آپ کو ہر لمحہ اپنا تشخص ثابت کرنے کی لڑائی لڑنی ہوگی اور اس میں آپ تبھی کامیاب ہو سکتے ہیں جب آپ کا نقطۂ نظر مضبوطی کے ساتھ رکھنے والے قانون داں موجود ہوں۔آپ کو اپنا تشخص ثابت عوام کے سامنے بھی ثابت کرنا ہوگا، کورٹ میں بھی ثابت کرنا ہوگا اور چونکہ یہ جمہوری ملک ہے تو سڑک پر بھی ثابت کرنا ہوگا۔آپ نے راور کیلا میں موجود امارت ہیلتھ کیئر سنٹر کی خدمات میں وسعت کا بھی وعدہ کیا اور فرمایا کہ ہم لوگ کوشش کریں گے کہ اس کی خدمات چوبیس گھنٹے دے پائیں۔آپ نے لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کے لیے لڑکیوں کے علاحدہ کالج بنانے کی طرف بھی اصحاب ثروت کو توجہ دلائی۔آپ نے کہا کہ امارت شرعیہ اس سلسلہ میں مکمل رہنمائی کے لیے تیار ہے۔

حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے بھی اپنے خطاب میں اتحاد واتفاق کی اہمیت بیان کی اور امارت شرعیہ کی خدمات اور اس کے اغراض ومقاصد تفصیل سے بیان کیا۔آپ نے کہا کہ ملک کے بدلتے ہوئے منظر نامے میں امارت شرعیہ کی خدمات کو اکابر کی متعین کردہ سمت میں تیز رفتاری اور نئے طریقے سے آگے بڑھانا ہمارا مقصد ہے، اس کے لیے حضرت امیر شریعت مدظلہ اور ہم سب خدام امارت شرعیہ پر عزم ہیں اور چاہتے ہیں کہ امارت شرعیہ کی خدمات میں مزید وسعت اور تاثیر پیدا کی جائے۔دار القضاء میں صرف کار قضاء نہ انجام دیا جائے بلکہ وہ ایک ہمہ جہت خدمت کا مرکز بھی ہو، وہاں دار القضاء کے ساتھ شفاخانہ، مکتب، اطلاعات عامہ کا سنٹر وغیرہ بھی قائم کیا جائے۔انہوں نے نئی قومی تعلیمی پالیسی کے حوالہ سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ان پالیسیوں کے منفی اثرات سے بچنے کا واحد راستہ ہے کہ ہم اپنے تعلیمی ادارے زیادہ سے زیادہ قائم کریں۔جہاں اپنے تشخص وتہذیب کی بقاء کے ساتھ قوم کے بچوں کی تعلیمی ضروریات پوری کر سکیں۔آپ نے کہا کہ مسلمان سیرت رسول کو اپنی زندگی میں اپنائیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ نے آپ کی ایک ایک سنت کو محفوظ کر دیا ہے اور ان پر عمل کر کے آنے والی نسلوں کو بتا دیا ہے اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات ہی زندگی کا اصل سرمایہ ہے، اور دنیا وآخرت کی کامیابی کا ضامن ہے۔

مولانا محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ نے اپنے خطاب میں لوگوں کو پیغام دیا کہ اپنے آپسی تنازعات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت کے مطابق حل کرائیں، انہوں نے کہا کہ شریعت کی حفاظت اسی وقت ہوگی جب ہم لوگ شریعت پر عمل کریں گے۔آپ نے کہا کہ اللہ کے احکام وقوانین کے مطابق زندگی گزارنا ہر مسلمان پر ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ مسلمان اپنے اختلافات اور نزاعات کو کتاب وسنت کی روشنی میں حل کریں جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہا اپنے معاملات کو دار القضاء میں پیش کریں، اور شرعی فیصلہ کو دل وجان سے قبول کریں۔

اس خصوصی مشاورتی اجلاس میں اظہار خیال کرنے والے علماء کرام اور معززین میں حضرت مولانا عبد الصمد نعمانی مہتمم جامعہ حسینیہ راور کیلا، جناب مولانا ارشد قاسمی صدر جمیعۃ علماء صوبہ اڈیشہ، جناب مولانا مفتی ظفر عالم قاسمی رکن شوری امارت شرعیہ، جناب مولانا عاصم صاحب قاسمی استاذ امینہ ہارون جامعۃ البنات بسرا، جناب حاجی شکیل احمد صاحب ناظم امینہ ہارون جامعۃ البنات بسرا، جناب حافظ عین الحق صاحب مہتمم جامعہ عمر فاروق پانپوش راور کیلا، جناب مولانا قاری فیض الرحمان قاسمی مہتمم جامع ابو ہریرہ بسرا، جناب سہیل اختر قاسمی جرنلسٹ راور کیلا، جناب محمد خالد صاحب سماجی کارکن راور کیلا، حاجی صدیق صاحب بلانگیر کے نام شامل ہیں۔ان علماء ومعززین نے حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے سامنے اڈیشہ کے مسلمانوں کے مسائل پر بات رکھی، حضرت امیر شریعت نے تمام حضرات کی باتوں کو غور سے سنا اور مفید مشوروں سے نواز، امارت شرعیہ کی طرف سے کام کرنے کی یقین دہانی کرائی۔

امارت شرعیہ، جامعہ رحمانی ودیگر اداروں کا مشترکہ نقشۂ اوقات افطار وسحر جاری

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ، جامعہ رحمانی مونگیر اور دیگر اداروں نے مشترکہ نقشۂ افطار و سحر جاری کر دیا ہے۔واضح ہو کہ افطار وسحر کے اوقات کے سلسلہ میں کئی سالوں سے امارت شرعیہ، جامعہ رحمانی مونگیر و دیگر اہم اداروں کے علماء غور وخوض کر رہے تھے کہ کوئی ایسی شکل نکلے کہ تمام اداروں کی طرف سے جاری اوقات میں یکسانیت ہوتا کہ عوام الجھن میں نہ پڑیں اور کسی طرح کا کوئی کنفیوزن نہ ہو۔اس سلسلہ میں علماء کرام و ماہرین کی کئی نشستیں ہوئیں، مشاہدات وتجربات کیے گئے۔امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ کی زندگی میں بھی کئی میٹنگیں ہوئیں۔موجودہ امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی ہدایت پر بھی علماء کرام، مفتیان وماہرین کی کئی نشستیں ہوئیں، ماہرین سے مشورہ کیا گیا اور تحقیق کی گئی۔الحمد للہ ان سب کوششوں اور تحقیق وریسرچ کے بعد علماء ومفتیان کرام، ماہرین کے مشورہ سے محکمہ موسمیات کے عالمی ادارہ کے اوقات کے مطابق اوقات افطار وسحر پر متفق ہو گئے ہیں۔کئی بار کے تجربات و مشاہدات اور ماہرین سے گفت وشنید کے بعد علماء کرام اس پر متفق ہوئے کہ عالمی محکمہ موسمیات کے ویب سائٹ پر دیے گئے اوقات صحیح معلوم ہوتے ہیں۔

معتدل موسم میں طلوع وغروب آفتاب کے متعدد مشاہدے کیے گئے تو وہ بھی اس نظام الاوقات سے ہم آہنگ ثابت ہوئے ہیں۔اس لیے عالمی محکمہ موسمیات کے جاری کردہ اوقات کے مطابق نظام الاوقات کو اختیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔واضح ہو کہ جامعہ رحمانی کی جنتری جو' رحمانی جنتری '' کے نام سے شائع ہوتی ہے، چونکہ وہ اس فیصلہ سے پہلے شائع ہو چکی تھی، اس لیے اس کے اوقات میں اور جامعہ رحمانی، امارت شرعیہ ودیگر اداروں کی جانب سے چھپے رمضان کے اشتہار میں فرق ہوگا۔تمام لوگوں سے اپیل ہے کہ جامعہ رحمانی اور امارت شرعیہ کا جو اشتہار چھپا ہوا ہے اسی کے وقت کو معتبر مانیں۔

اعلان داخلہ برائے معہد الدعوۃ

المعهد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء

شوال ۱۴۳۷ھ سے اس ادارہ میں معہد الدعوۃ کے نام سے ایک نیا شعبہ داعیوں کی تربیت کے لیے قائم کیا گیا ہے، اس کا نصاب ایک سالہ ہے، اور اس میں ایسے فضلاء سے درخواست مطلوب ہے، جن کے اندر داعیانہ فکر وجذبہ موجود ہو اور جو زمانہ کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اندر ایسی صلاحیت اور صالحیت پیدا کر سکیں، جس کے ذریعہ دعوت کے کام کو مؤثر انداز میں انجام دیا جا سکے، اس کے نصاب میں انگریزی و ہندی کے ساتھ سنسکرت بھی شامل ہے، جبکہ عالمی، ہندوستانی اور دنیا کے دیگر مذاہب باطلہ سے واقفیت کرانے کے علاوہ کتاب وسنت کی روشنی میں دعوت کے اصول وطریقہ کار، جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔

قیام وطعام کے علاوہ ماہانہ سات سو روپے وظیفہ دیا جاتا ہے۔

اس درجہ میں داخلہ کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔داخلہ کے لئے مستند ادارے اور مدارس سے فارغ شدہ ایسے طلبہ درخواست دے سکتے ہیں جنہوں نے ممتاز نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہو اور جنہیں دعوت کے مقاصد اور دعوتی کام سے دلچسپی ہو۔معہد الدعوہ میں داخلہ کے لیے مورخہ ۱۵/شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۷/مئی ۲۰۲۲ء روز منگل کو امتحان ہوگا۔درخواست کے ساتھ عالمیت یا فضیلت کے نتائج امتحان کی مصدقہ کاپی ارسال کریں۔اگر کسی وجہ سے آخری امتحان کے نتائج درخواست کے ساتھ نہ بھیج سکیں تو امتحان داخلہ کے وقت ساتھ لائیں۔داخلہ کے خواہش مند طلبہ مورخہ ۱۵/شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۷/مئی ۲۰۲۲ء روز منگل کی صبح تک المعہد پہنچ جائیں تاکہ داخلہ امتحان میں شریک ہو سکیں۔درخواست بنام سکریٹری المعہد العالی امارت شرعیہ قاضی نگر، پھلواری شریف پٹنہ۸۰۱۵۰۵ (بہار) لکھیں۔ضروری ہے کہ اپنی سیرت وکردار کا تصدیق نامہ بھی منسلک کریں۔داخلہ کے وقت سابق ادارہ کی سند یا تصدیق نامہ اور جائے سکونت کا رہائشی سرکاری سرٹیفیکٹ (دونوں کی اصل کاپی) داخل کرنا ضروری ہوگا۔

(مولانا) عبد الباسط ندوی

سکریٹری المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء

Scanned with CamScanner

حضرات مبلغین وکارکنان امارت شرعیہ کے مالیاتی دورے کا پروگرام

رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ میں مالی فراہمی کے لئے حضرات مبلغین، عمال، اور کارکنان امارت شرعیہ جن علاقوں کا دورہ کریں گے اس کی پہلی قسط گذشتہ شمارہ میں شائع ہوچکی ہے، یہ پروگرام کی دوسری قسط ہے۔ اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ زکوۃ وصدقات اور خصوصی عطیات سے امارت شرعیہ کا تعاون فرمائیں، اگر کسی جگہ امارت شرعیہ کا کوئی بھی نمائندہ نہیں پہنچے تو بذریعہ منی آرڈر یا چیک وڈرافٹ ناظم بیت المال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ 801505 کے پتہ پر بھیج دی جائے، چیک یا ڈرافٹ پر صرف یہ لکھا جائے BAITUL MAL IMARAT SHARIAH PATNA ۔

صوبہ بہار

جناب مولانا محمد ارشد رحمانی صاحب آفس سکریٹری امارت شرعیہ: شہر آرہ، کوئیلور ضلع بھوجپور، معین پورہ، خواجہ پورہ، دیگھا، شاشتری نگر پٹنہ ومضافات۔

مولانا فیاض عالم صاحب قاضی شریعت مدھے پورہ۔ شہر مدھے پورہ

جناب مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگلپوری معاون قاضی امارت شرعیہ:
چمپانگر، ناتھ نگر، سنہولہ، ہنوارہ، کہل گاؤں (بھاگل پور) کمہرار، داؤدیگھہ (پٹنہ)

جناب مولانا شعیب عالم قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:
سوپول بیرول ضلع دربھنگہ، مونگیر، تاراپور، حویلی کھڑکپور، غازی پور، بھاگلپور، وغیرہ۔

جناب مولانا مزمل حسین قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ
گوگری، جمال پور، کڑواموڑ، مہتاب نگر، پیر الطیف، جلکوڑہ، ہسی، جوگیا، شہر کھگڑیا۔

جناب مولانا افتخار احمد قاسمی صاحب، قاضی شریعت آڑھا آڑھا، جمہریا ومضافات (جموئی)

جناب مولانا شمیم اختر مظاہری صاحب معلم دھنباد: گیا، شیر گھاٹی، ٹکاری، ڈہری اون سون، کواتھ، رسول پور، بٹھواں، وغیرہ

مولوی مطیع اللہ مبلغ امارت شرعیہ۔ رفیع گنج، ہنٹر گنج، جوڑی، سرواں بازار، داؤدنگر، اورنگ آباد، سہسرام

جناب مولانا محمد ظہیر الحسن رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:
حاجی پور، چھپرہ، تھاوے، فتحہ، گوپال گنج، بلتھر اروڈ، بیلا، مٹھیا، خدائی باغ، اولہن پور قصبہ لار، محمد پور پچروکھی، بھوابازار، قاضی پور۔

مولوی سراج الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بیرگنج، بیرگنیا، چھورادانو، گھوڑاصحن، رکسول، رامگڑھوا مشرقی چمپارن

جناب مولانا قاضی اطہر صاحب قاضی شریعت ڈھاکہ: شہر ڈھاکہ۔

قاری مجیب الرحمٰن استاذ تحفیظ القرآن امارت شرعیہ: سیتا مڑھی شہر، پوپری وکھیتان مارکیٹ، باؤلی مہتوانہ، سیدانگر پٹنہ۔

جناب مولانا محمد ابوالکلام شمسی نگراں امارت پبلک اسکول:
عدالت گنج، فریزر روڈ، پٹنہ جنکشن، چریا ٹانڑ، اگزبیشن روڈ، جمال روڈ، بینک روڈ، جے سی روڈ وغیرہ

جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال امارت شرعیہ:
پاٹلی پترا کالونی، بورنگ روڈ، کرشناپوری، بیلی روڈ، راجیونگر ومضافات

جناب مولانا مطیع الرحمٰن شمسی کارکن دارالقضاء امارت شرعیہ: کربگھیا، کنکرباغ، راجندرنگر، شریف کالونی، پتھر کی مسجد، عظیم آباد کالونی، گولک پور، شاہ گنج، سلطان گنج، تریپولیا، عالم گنج، نیو عظیم آباد کالونی وغیرہ

جناب مولانا رضوان احمد ندوی سب ایڈیٹر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ:
سبزی باغ، رمنہ روڈ، پٹنہ مارکیٹ، ہتھوا مارکیٹ، کھیتان مارکیٹ، مرادپور، فقیرواڑہ، لنگرٹولی، خزانچی روڈ وغیرہ

جناب مولانا امتیاز احمد قاسمی معاون قاضی امارت شرعیہ:
پچھم دروازہ، مال سلامی، ملت کالونی پھلواری شریف، سرانڈی، قاضی نگر، آر کے نگر۔

جناب مولانا محمد مجیب الرحمٰن قاسمی دربھنگوی معاون قاضی امارت شرعیہ: چتکوہرہ، آفیسرز فلیٹ، ایم ایل اے فلیٹ، گردنی باغ، میٹھاپور، علی نگر کالونی، نیوملت کالونی، آر کے نگر، سجادنگر، پولیس کالونی، انیس آباد، ہائی کورٹ مسجد

جناب سید محمد خبیب قادری کارکن بیت المال امارت شرعیہ: خانقاہ محلہ، عیسیٰ پور، نئی آبادی وغیرہ

جناب مولانا امام الدین قاسمی صاحب دارالقضاء امارت شرعیہ:
نہسہ، شیدانگر کھگول، البا کالونی، فیڈرل کالونی، ملت کالونی سکٹر ا، ایف سی آئی روڈ، شہباز پورہ، مہتوانہ وغیرہ

جناب مولانا بدر انیس قاسمی کارکن دارالقضاء امارت شرعیہ:
پالی، بکرم، نوبت پور، دلہن بازار، سنگھڑہ، پپلاواں، آدم پور، ناریل گھاٹ، لال کوٹھی، داناپورشہر، کرجی، دجرا، بانس گھاٹ۔

جناب مفتی احکام الحق قاسمی صاحب نائب مفتی امارت شرعیہ
سمن پورہ، اندراپوری، مجسٹریٹ وایل جی کالونی، تاج نگرونئی آبادی پھلواری شریف۔

جناب مولانا مطیع الرحمٰن مبلغ امارت شرعیہ۔ بختیارپور، باڑھ، مکامہ، لکھی سرائے، سکندرہ، چیورا، شیخ پورہ۔

جناب مولانا وصی احمد قاسمی قاضی شریعت ٹیڑھا گاچھ، کشن گنج: حلقہ ٹیڑھا گاچھ وملحقہ مواضعات

جناب مولانا عبدالواحد قاسمی قاضی شریعت دین بندھی:
بلوابازار، بیرپور بازار، دین بندھی، سمراہی، راگھوپور وملحقہ مواضعات

جناب مولانا اصغر صاحب قاضی شریعت جہان آباد: شہر جہان آباد، ارکی، فولادپور، شکورآباد۔

مولانا ابوذر مفتاحی صاحب مبلغ امارت شرعیہ ڈومریا، رانی گنج رام پور، رجوکھر، جلال گڑھ ضلع ارریہ

جناب مولانا ارشد علی رحمانی قاضی شریعت دربھنگہ: شہر دربھنگہ

جناب مولانا عبدالباری قاسمی صاحب معاون قاضی دارالقضاء سیوان: شہر سیوان، ہری ہانس ومضافات۔

جناب مولانا محمد اشتیاق قاسمی معاون دارالقضاء بسوریا وبگہا: بگہا، بسوریا، دیوراج وغیرہ

جناب حافظ عمیر صاحب مبلغ امارت شرعیہ:
اندور، اجین ومضافات مدھیہ پردیش، ومنی گاچھی، بنی پور، بلاک ضلع دربھنگہ

جناب مولانا قاری شاہد اقبال صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔ حلقہ بیرنگر بسہریا، ارریہ

مولانا غلام سرور مظاہری مبلغ امارت شرعیہ: برسونی پورنیہ، ڈگروا، بائسی، امور، روٹا۔

مولانا محمد صلاح الدین قاسمی مبلغ امارت شرعیہ: کاوا چکنوٹہ، سرائے، بھگوانپور، شاہ پور پٹوری ویشالی، سنگھیا

جناب مولانا رضی احمد ندوی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ مونگیر:
ضلع نالندہ، نورسرائے، بہارشریف، شیخانہ کلاں، عماد پور، کاغذی محلہ، خانقاہ، سوہ سرائے سلیم پور، خاص گنج، چھجو محلہ، سبیت، سیلاؤ، کھیرا چمن، امیر گنج، مولانا ڈیہہ، بین موہنی، رمضان پور، اوگانواں، چرنواواں، کونند وغیرہ

جناب مولانا محمد نعمان اختر قاسمی صاحب قاضی شریعت جھاجھا: جھاجھا وجموئی وملحقہ مواضعات جموئی

جناب مولانا جرجیس احمد قاسمی معاون قاضی بیگوسرائے: شہر بیگوسرائے ومضافات

مولانا محمد رضوان عالم مظاہری مبلغ امارت شرعیہ: سنگھیشو راستھان، مرلی گنج، بھرکھی، کمار کھنڈ۔ ضلع مدھے پورہ

مولانا مجاہد الاسلام رحمانی پورنوی مبلغ امارت شرعیہ:
دراجلنگ، کالم پونگ، بانرہاٹ، جے گاؤں، دیما پور شانتی پور، گیٹ سدیا، چاماپا، کھوا، دمدمہ

مولانا محمد معتام الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ: ضلع بانکا واطراف

مولانا محمد صبغت اللہ صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بچھوارہ، مٹیہانی، صاحب پور کمال، بلیا، بکھری

مولانا مفتی اکبر علی قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: حیاگھاٹ، ہنومان نگر، گھنشیام پور، تارڈیہہ ضلع دربھنگہ

مولانا نوشاد عالم مظاہری صاحب مبلغ امارت شرعیہ: ضلع شیوہر کے مختلف مواضعات وشہر مظفرپور

مولانا محمد اسعد اللہ صاحب مبلغ امارت شرعیہ: برونی، بیگوسرائے، بھگوانپور، گڑھپورہ، ناؤکوٹھی

مولانا ذکر اللہ ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: رونی سیدپور، میجر گنج، بیرگنیاں، سرسنڈ۔

مولانا عمید الزماں ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔ بارسوئی، بلرام پور وغیرہ ضلع کٹیہار

مولانا فیاض احمد صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔ رہیکا، کیوٹی وصدر بلاک دربھنگہ

جناب مولانا اخلاق صاحب قاضی شریعت شکرپور بھروارہ۔ جالے۔ بھروارہ۔ شکرپور۔ سنگھوارہ۔

جناب مولانا یونس صاحب قاضی شریعت بانکا حلقہ اٹھگاواں، ضلع بانکا

جناب مولانا عبدالتواب صاحب قاضی شریعت بیرنگر بسہریا۔ بلاک بھرگاواں ضلع ارریہ

جناب مولانا عبدالحق رحمانی مبلغ امارت شرعیہ سکندرآباد (حیدرآباد) کوشیشوراستھان وگورابورام دربھنگہ

جناب مولانا جمیل اختر صاحب مبلغ امارت شرعیہ: وارث نگر، کلیان پور، جیتوار پور، سرائے رنجن

جناب مولانا پرویز صاحب مبلغ امارت شرعیہ: **منگل ہاٹ، آصف نگر، کشن باغ حیدرآباد**

مولانا اعجاز مفتاحی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: مدھے پور، اندھراٹھاری، کلواہی، کھجولی، ہرلاکھی بلاک مدھوبنی

جناب مولانا ہدایت اللہ صاحب مبلغ امارت شرعیہ: **جے نگر، پنڈول، رہیکا، راج نگر، لدنیا ضلع مدھوبنی**

جناب مولانا غیاث الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ: **کھٹونا، بابوبڑھی، باسوپٹی، مادھوپور، ضلع مدھوبنی**

جناب مولوی محمد عمر صاحب مبلغ امارت شرعیہ: **فاربس گنج، نرپت گنج ضلع ارریہ وچھاتاپور سوپول**

جناب مولانا رفیع احمد صاحب مبلغ امارت شرعیہ: علاقہ کٹک صوبہ اڈیشہ

جناب مولوی عرفان صاحب مبلغ امارت شرعیہ: **موہنیا، کوچس، دینارہ، بھبھوا، بکسر وغیرہ**

جناب مولانا علی حسین ثاقبی مبلغ امارت شرعیہ:
پنڈوا، ٹیٹا گڑھ، نارکل ڈانگہ، کلنگا، خضرپور، جگدل، ہوڑہ، تالتلہ، نورتھ رنج، تلجلا مضافات وشہر کولکاتا

جناب مولانا محمد عثمان صاحب مبلغ امارت شرعیہ: شکرہ، مسہری، کڑھنی واورائی بلاک ضلع مظفرپور

جناب مولانا وصی اللہ ندوی مبلغ امارت شرعیہ: **سونبرساراج وبنما اٹہری بلاک ضلع سہرسہ**

(نوٹ: پروگرام کی تیسری قسط آئندہ شمارہ میں شائع ہوگی، ان شاءاللہ)

Scanned with CamScanner

تقویٰ و پرہیز گاری، مومن کا لازمی وصف

مولانا محمد قمر الزماں ندوی

تقویٰ درحقیقت ہوشمندی اور خدا ترسی کا نام ہے۔ خدا کا خوف ولحاظ زندگی کی تشکیل کی حقیقی بنیاد ہے۔ اگر زندگی کی تعمیر و تشکیل کے لئے یہ اصل اور بنیاد فراہم نہ ہو سکے تو زندگی بے کیف، بے مایہ بے وقعت، بے حقیقت اور بے آبرو ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور صرف یہی ایک نقصان نہیں کہ زندگی وقار و عظمت شان و شوکت سے محروم ہو جاتی ہے بلکہ زندگی میں کچھ ایسے بگاڑ اور فساد پیدا ہو جاتے ہیں جن کی قباحتوں کو ہر شخص آسانی سے محسوس کر لیتا ہے۔ بدیانتی، ظلم و ستم، بے رحمی اور ناانصافی خدا سے بے خوفی اور ناخدا ترسی کے کڑوے کسیلے پھل ہیں جن کی بدمزگی اور کڑواہٹ کو سبھی محسوس کرتے ہیں۔ سچائی یہی ہے کہ زندگی کو سنوارنے بنانے اور اسے با مقصد اور بامعنی بنانے والی چیز خدا کا تقوی اور خوف ہے۔ ایک زرخیز زمین بھی اس وقت تک بیکار محض ہے جب تک اس کی کاشت نہ کی جائے۔ زمین میں بیج پڑنے کے بعد ہی اس کی صلاحیت بروئے کار آتی ہے اور اس کی زرخیزی اور صلاحیت کو ہم ایک لہلہاتی ہرا بھرا اور سرسبز و شاداب فصل کی شکل میں دیکھنے لگتے ہیں۔ خدا کا تقویٰ وہ بیج ہے، جو زندگی کی فصل کے لئے درکار ہے۔ اس بیج سے کوئی مستثنیٰ اور علیحدہ رہ کر دنیا اور آخرت کی کامیابی کی امید رکھے وہ خام خیالی ہے۔ اس بیج کے مہیا نہ ہونے کی صورت میں جھاڑ جھنکار کے سوا ہم کسی اچھی فصل کی امید نہیں رکھ سکتے۔ (مستفاد کلام نبوت ۲/۲۴۱)

تقویٰ یہ عربی لفظ ہے، جس کے معنی بچانا، اصلاح کرنا، خیال و لحاظ کرنا، ڈرنا، خوف کرنا، اللہ کی بڑائی کرنا، بچنا، احتیاط کرنا، پرہیز کرنا، اور خوف خدا کے ہیں۔ تقویٰ کا ذکر قرآن کریم میں تقریباً 242/ مرتبہ آیا ہے، اس سے ہم اور آپ تقویٰ کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ * تقویٰ * کے مفہوم و مطلب اور مراد کو سمجھنے سے ''قرآن پاک'' کی بنیادی تعلیمات کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ اپنی کتاب ''اسلام کیا ہے؟'' اس میں تقویٰ اور پرہیز گاری کی حقیقت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''تقویٰ اور پرہیز گاری کی تعلیم اسلام کی اصولی اور بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔ تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ آخرت کے حساب اور جزا سزا پر یقین رکھتے ہوئے اور اللہ کی پکڑ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے تمام برے کاموں اور بری باتوں سے بچا جائے اور اللہ کے حکموں پر چلا جائے۔ یعنی جو چیزیں اللہ تعالی نے ہم پر فرض کی ہیں اور اپنے جن بندوں کے جو حق ہم پر لازم اور مقرر کئے ہیں ان کو ہم ادا کریں، اور جن کاموں اور جن باتوں کو حرام اور ناجائز کر دیا ہے ہم ان سے بچیں، اور ان کے پاس بھی نہ جائیں اور اس عذاب سے ڈرتے رہیں۔ قرآن و حدیث میں بڑی تاکید کیساتھ اور بار بار اس تقویٰ کی تعلیم دی گئی ہے (اسلام کیا ہے؟)

''تقویٰ'' پر جو شخص چلتا ہے یعنی جو محتاط و احتیاط اور خوف خدا والی زندگی گزارتا ہے اسے متقی کہتے ہیں۔ مولانا ابو الکلام آزادؒ نے ''تقویٰ'' اور متقی کی تعریف یوں کی ہے: ''زندگی کی تمام باتوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ دو طرح کے انسان پائے جاتے ہیں، بعض طبیعتیں محتاط ہوتی ہیں، بعض بے پرواہ ہوتی ہیں، جن کی طبیعت محتاط ہوتی ہے وہ ہر بات میں سمجھ بوجھ کر قدم اٹھاتے ہیں، اچھے برے، نفع نقصان، نشیب و فراز کا خیال رکھتے ہیں، جس بات میں اچھائی دیکھتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں، جس حالت کو ہم نے یہاں احتیاط سے تعبیر کیا ہے اس کو قرآن تقویٰ سے تعبیر کرتا ہے۔ متقی یعنی ایسا آدمی جو اپنے فکر و عمل میں بے پرواہ نہیں ہوتا۔ ہر بات کو درستی کے ساتھ سمجھنے اور کرنے کی کھٹک رکھتا ہے، برائی اور نقصان سے بچنا چاہتا ہے اور اچھائی اور فائدے کی جستجو رکھتا ہے'' (ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ 2)

تقویٰ سے متعلق قرآن مجید میں واضح حکم ان الفاظ میں موجود ہے: یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ولا تموتن الا و انتم مسلمون (آل عمران 102) اے ایمان والو! اللہ کا ''تقویٰ'' اختیار کرو جو اس کے ''تقویٰ'' کا حق ہے اور جان نہ دینا بجز اس حال کے کہ تم مسلم ہو اس آیت کا مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ جیو تو قانون الٰہی اور تقویٰ کے ساتھ اور مرو اور جان دو تو قانون اسلام اور احکام شریعت کے مطیع بن کر، زندگی اور موت دونوں کی منزلوں سے مسلمان کو اللہ کے تابع فرمان ہو کر ہی گزرنا ہے۔

تقویٰ تمام امور کی جڑ اور ایمان و اسلام کا حاصل و خلاصہ ہے یہ ایک جامع لفظ ہے اس میں تمام اسلامی تعلیمات آجاتی ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی تمام منہیات سے اپنے آپ کو روکے اور تمام اوامر پر عمل کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں کثرت سے خدا سے حصول ''تقویٰ'' کے لئے دعا کرتے تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ آپ دعا مانگتے تھے:

*اللھم انی اسالک الھدی، و التقی و العفاف، و الغنی * (مسلم) اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت پرہیز گاری پاکدامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں۔

لیکن تقویٰ، احتیاط اور خوف خدا کیسے پیدا ہو؟ علماء نے لکھا ہے کہ تقویٰ، خوف خدا اور فکر آخرت پیدا ہونے کا سب سے زیادہ موثر ذریعہ اللہ کے ان نیک بندوں کی صحبت ہے، جو خدا سے ڈرتے ہوں اور اس کے حکموں پر چلتے ہوں۔ دوسرا ذریعہ دین کی اچھی معتبر اور مستند کتابوں کا پڑھنا اور سننا ہے۔ اور تیسرا ذریعہ یہ ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنی موت کا خیال کرے، اور مرنے کے بعد اللہ تعالی کی طرف سے نیکیوں پر جو اجر و ثواب اور گناہوں پر جو عذاب ملنے والا ہے اس کو یاد اور اس کا دھیان کیا کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان حقائق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور خوف خدا والی زندگی گزارنا ہم لوگوں کے لئے آسان فرمائے آمین

آؤ مل کر انقلاب تازہ تر پیدا کریں

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت اس دنیا کے لئے خیر و برکت کا پیام، اور رنگ و نور کی بارشوں کا اہتمام تھا، آپ کی آمد سے دنیا میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا، اور دنیا نے ان سے انسانیت کی عظمت کا سبق سیکھا، اور آخری حد تک برائیوں میں لت پت انسانی معاشرہ نیکی اور خیر کا معیار قرار پایا اور دنیا اب تک ان سے اور ان کے ذریعہ برپا کئے گئے انقلابی نظریات سے اکتساب نور کر رہی ہے۔ سیرت نگاروں کا بیان ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت عربوں کا معاشرہ کفر و شرک کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، دینی، اخلاقی، سیاسی اور معاشرتی ہر اعتبار سے خرابیاں عروج پر تھیں، انسانیت سسک رہی تھی، ایک اللہ سے رشتہ توڑ کر سیکڑوں دیوی دیوتاؤں کی چوکھٹ پر انسان اپنی جبین نیاز جھکا رہا تھا، لڑائی جھگڑا، لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت گری، سود، رشوت اور جوابازی کا دور دورہ تھا لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور جیتی جاگتی معصوم بچیوں کو مٹی کے نیچے دبا دینا ان کے لئے ایک معمولی سی بات تھی، شراب ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی ظلم و جور سے انسانیت تنگ آچکی تھی معمولی باتوں پر لڑنا جھگڑنا اور مدتوں تک جنگ کا ماحول گرم رکھنا ان کی انا کی پہچان بن گئی تھی، اور اس عہد کا پورا سماج طرح طرح کی برائیوں اور معاشرتی بیماریوں سے زار و نزار تھا۔

چودہ سو سالوں کے بعد آج ایک بار پھر ہمارا پورا سماج مختلف طرح کے مسائل و مشکلات، انتشار و پراگندگی، غلط روایات اور بے جا رسم و رواج کی زنجیروں میں جکڑ گیا ہے، اور اس میں بہت سی جگہوں پر بہت ہی غیر اسلامی باتیں شامل ہو گئی ہیں، اس سلسلہ میں ملت اسلامیہ کے دردمند مفکرین علماء اسلام اور مصلحین اخلاق کی طرف سے نہ صرف فکرمندی پائی جاتی ہے، بلکہ اس کے لئے اپنی اپنی سطح پر جدوجہد بھی جاری ہے، صورت حال یہ ہے کہ ہماری ہر بڑی تحریک کے پاس اصلاح معاشرہ کے لئے ایک مرتب پروگرام بھی ہے، اور اس کے سلسلہ میں بڑے پیمانہ پر پروپیگنڈہ بھی ہے، اس سلسلہ میں وعظ و نصیحت اور تقاریر و مجالس کا سلسلہ بھی جاری ہے، اور کمیٹیوں کی تشکیل اور جماعتوں کا قیام بھی عمل میں آرہا ہے، اور کسی نہ کسی سطح پر اس جدوجہد کا کچھ نہ کچھ فائدہ بھی محسوس کیا جاتا ہے۔

لیکن عموما دیکھنے میں آرہا ہے کہ اصلاح معاشرہ کے بلند بانگ نعروں اور خوش نوا تقریروں کے باوجود سماج سے برائیاں کم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہیں، اور ہماری تقریبات، شادی غمی کی محفلیں اور ہمارے گھریلو قضایا، جوں کے توں غیر اسلامی اور غیر شرعی امور سے بھرے پڑے ہیں۔ دیکھا یہ جاتا ہے کہ اصلاح معاشرہ کے جلسوں اور وعظ و تقریر کی محفلوں میں جو خطیب اور سامعین معاشرہ کو ہر برائی سے پاک دیکھنا چاہتے ہیں، اور معاشرتی اصلاح کے علم بردار ہیں جب ان کے گھر یا خاندان میں ایسا موقع آتا ہے تو اس موقع پر طرح طرح کے عذر اور بہانے تراش لئے جاتے ہیں، اور سماج کے سامنے اپنی کمزوری اور بے بسی کا اظہار ہونے لگتا ہے۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ جب سماج کے ذمہ داروں اور اصلاح کی فکر رکھنے والوں کے گھروں میں معاشرتی اصلاح کا پروگرام لاگو نہیں ہوتا ہے تو ان خاندانوں اور معاشروں سے اس کی توقع کیسے ہو؟ جن کو سرے سے معاشرہ سے کوئی سروکار نہیں، جب ہم اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی سے اپنی مجلسوں کو آباد کرتے ہیں، ان کے پاکیزہ ذکر سے اپنی محفلوں میں رونق پیدا کرتے ہیں، ضرورت ہے کہ ہم اصلاح معاشرہ کے اس کام کے سلسلہ میں اس دربار سے رہنمائی حاصل کریں اور ان کے قدموں سے فیض حاصل کر کے اپنی زندگی کو غیر اسلامی عناصر سے پاک کرنے کا عزم کریں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں کام کا آغاز اپنی ذات سے کیا تھا، اور اسے اپنے پیغام کی عظمت کے ثبوت کے طور پر پیش کیا تھا: فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون (میں نے تمھارے درمیان اس پیغام سے پہلے ایک عمر گذاری ہے تم کیوں نہیں سمجھتے، اس لئے اس راہ میں کرنے کا ایک کام یہ ہے کہ ہر شخص اصلاح کا آغاز اپنی ذات سے کرے، پہلے وہ اپنی شخصیت کی تعمیر، اپنے نظریات کی تشکیل اور اپنے قلب و نظر کے زاویہ کی سمت کا جائزہ لے اور پھر عمل کے موقع پر شریعت اسلامی، اور سنت نبوی کو اللہ تعالی کا حکم اور اپنی ضرورت سمجھ کر اس پر سختی کے ساتھ کاربند ہو، جب ہر شخص اپنے آپ کی اصلاح کے لئے فکرمند ہو جائے گا تو توقع ہے کہ معاشرتی برائیوں کی اصلاح کی تحریک خود بخود آگے بڑھ جائے گی۔ کسی تحریک کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اس کے کارکنوں کے سامنے کام کا واضح نقشہ اور متعین خطوط ہوں، اور ان کارکنوں کو اس کے نتائج کی طرف سے پورا یقین حاصل ہو کیونکہ یقین سے محروم کوئی آدمی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمارے سامنے اصلاحی کاموں اور اس کے نفاذ کے طریقہ کار کا مفصل خاکہ ہونا بھی ضروری ہے، دین و شریعت پر پختہ ایمان اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غیر متزلزل عشق اور ان کی سیرت کو اسوہ بنانے کی فکر کے ساتھ جب کوئی شخص میدان عمل میں قدم رکھتا ہے تو رسم و رواج کی سخت سے سخت بیڑیاں تار عنکبوت کی طرح بے حیثیت ثابت ہوتی ہیں، اللہ کے بہت سے مخلص بندوں نے ہر زمانہ میں ہی دشوار تر کام کر کے دکھایا ہے، اور جب تک آج بھی چند داعی اور ذمہ دار قسم کے لوگ اپنی زندگی کو ماحول کے اثرات سے بلند نہیں کریں گے، اور اپنی ذات کی تعمیر پر توجہ نہیں دیں گے، معاشرہ میں کسی خوشگوار تبدیلی کی توقع نہیں کی جا سکتی، اور جب اس سطح کے کچھ لوگ اپنا بلند تر عملی نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرنے لگیں گے، تو ان کے کردار و عمل اور ان کی گفتگو کا دوسروں پر اثر منتقل ہوگا، اور رفتہ رفتہ سارا معاشرہ نیکی کی راہ پر چل نکلے گا۔ کیونکہ آپ کی سیرت کے نقوش اس قدر رزندہ اور تابندہ ہیں کہ ہم ہر دور میں اس سے قندیل رہانی کا کام لے سکتے ہیں۔ آؤ مل کر انقلاب تازہ تر پیدا کریں۔ (اداریہ ارمغان)

Scanned with CamScanner

تذکرہ مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ

محمد عادل بہرائچی

تذکرہ اس شخص کا جس کی زندگی بھولے بھٹکے ہوئے انسانی ریوڑ کی راہگیری، مریدوں کے ہجوم اور خلق خدا کی دھوم کے ساتھ زہد وفقیری اور استغناء ودرویشی سے عبارت تھی، باشندگان ہند کو جس نے خدا کا راستہ دکھایا، معرفت الٰہی کی اہمیت اور تعلق مع اللہ کی ضرورت دلوں میں بٹھائی، لاکھوں مردہ اور بے جان قلوب کو عشق الٰہی کے نور سے معمور اور خداطلبی کی ضیا پاش کرنوں سے روشن و پرنور کیا، راہ سلوک کے چھپے ہوئے اسرار اور علوم و معارف کے دقیق نکات کا اظہار کیا، بروقت دین کی حفاظت کا فرض انجام دیا، غالی صوفیوں کی بے اعتدالیوں کو رام کیا، ملحدوں کی تحریفات اور باطنیوں و زندیقوں کے بے لگام اثرات کو لگام دیا، تمام مغالطوں کا پردہ چاک کیا اور دین و ایمان کو ان سے صاف اور پاک کیا، ان باطل عقائد وخیالات پر کاری ضرب لگائی جس کے پس پردہ الحادو زندقہ پھیل رہا تھا اور صحیح اسلامی عقائد ونظریات متزلزل ہورہے تھے۔ یہ آفتاب مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحیٰ منیری کی صورت میں شعبان کے آخری جمعہ ۶۶۱ھ میں قصبہ منیر میں طلوع ہوا اور ۷۸۶ھ تک گرمی قلب وجگر اور سوزشِ عشق سے ہندوستان کو گرم اور منور رکھا۔ شیخ شرف الدین یحیٰ منیری کی تعلیم کی ابتدا مکتب سے ہوئی اور اسی طرز پر انہیں تعلیم دی گئی جو اس زمانے میں رائج تھا، جسکے متعلق وہ خود باندازِ اعتراض رقم طراز ہیں ''بچپن میں استادوں نے بہت سی کتابیں یاد کرائیں، مثلاً مصادر، مفتاح اللغات وغیرہ، مفتاح اللغات بیس جزء کی کتاب ہوگی، بقدر ایک جلد کے یاد کرائی، ہر مرتبہ زبانی سنتے تھے، اسکے بجائے قرآن مجید یاد کرانا چاہیے تھا'' (معدن المعانی ۳۴)

قصبہ منیر میں رہ کر آپنے متوسطات تک تعلیم حاصل کی اور وقت کے بڑے اساتذہ سے استفادہ کرنے کے قابل ہوگئے، آپکی اعلی تعلیم کے لئے قدرت نے جو انتظام کیا اس کے متعلق صاحب تاریخ دعوت وعزیمت رقم طراز ہیں'' وطن میں تحصیل علم کے جو مواقع حاصل تھے، جب آپنے ان سے فراغت حاصل کرلی تو اللہ نے آپکی علمی تکمیل وترقی کے لئے ایک دوسرا انتظام فرمایا، دھلی کے اساتذہ میں سے مولانا شرف الدین ابوتوامہؒ سلطان شمس الدین التمش کے عہدِ دولت ہی سے علم وتدریس کے نظام شمسی کے ایک روشن ستارہ تھے، لیکن غیاث الدین بلبن کے عہد میں رجوع عام اور بعض حاسدوں کی ریشہ دوانیوں کی بنا پر اشارۂ سلطانی سے ترکِ وطن پر مجبور ہوئے اور شہر سنار گاؤں کا قصد فرمایا، راستے میں چند روز قصبہ منیر میں قیام فرمایا، اہل قصبہ کو علم ہوگیا کہ دھلی کا ایک جید عالم منیر آتا ہے، آپ شرف الدین ابوتوامہؒ کے تبحر علمی اور صلاح وتقویٰ سے بہت متاثر ہوئے اور فرمایا: علوم دین کی تکمیل ایسے ہی جامع شخص سے کرنی چاہئے، آپنے اپنے والدین سے سنار گاؤں جانے کی اجازت مانگی اور مولانا شرف الدین ابوتوامہؒ کی ہم رکابی اختیار کی اور سنار گاؤں تشریف لے آئے'' (تاریخ دعوت وعزیمت حصہ سوم ۱۶۴)

شیخ شرف الدین یحیٰ منیری اپنے استاد کے متعلق اپنے تأثر وعقیدت کے باب میں رقم طراز ہیں ''مولانا شرف الدین ابوتوامہؒ ایسے عالم تھے کہ تمام ہندوستان میں انکی طرف انگلیاں اٹھتی تھیں، اور علم میں انکا کوئی ہم سر نہ تھا'' (خوان پرنعمت ۵۱)

آپکو اسباق سے نہایت دلچسپی تھی، مطالعہ میں بہت انہماک تھا، وقت کی بے حد قدر تھی، وقت ضایع ہونے کے ڈر سے آپ عام دسترخوان پر کھانا پسند نہ فرماتے تھے، بلکہ اپنی خلوت گاہ میں ہی کھالیا کرتے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت یکسوئی اور مطالعہ میں انہماک کے ساتھ گذرے، دوران طالب علمی میں جو خطوط وطن سے آپکے نام پہونچتے تھے آپ ایک بکس میں ڈالتے جاتے تھے، ذہنی تشویش اور قلبی اضطراب وانتشار کے ڈر سے نہیں پڑھتے تھے کہ حصول مقصد میں خلل واقع ہوگا، مولانا شرف الدین ابوتوامہؒ نے اس جوہر قابل کی پوری قدردانی اور سرپرستی فرمائی، اور مروجہ علوم، علوم دینیہ وعلوم نافعہ کی تکمیل کے بعد اپنی صاحبزادی سے آپ کا نکاح کرکے اپنا داماد بنالیا، تکمیل علوم کے بعد جب آپنے خطوط کا انبار کھولا تو سب سے پہلے جو خط ہاتھ لگا اس میں والد ماجد کے انتقال کی خبر تھی، اس وقت محبت فرزندی نے جوش کیا، اور ماں سے ملنے کا خیال آیا، اب آپ کو مزید سنار گاؤں میں ٹھرنا ناگوار گزرا اور ۶۹۰ھ میں آپ نے استاذ سے اجازت طلب کی اور وطن کی طرف مراجعت فرمائی (تاریخ دعوت وعزیمت ۱۶۵)

آپکی بلند ہمتی، صدق طلب اور عشق الٰہی کی دبی ہوئی چنگاری نے اس کی اجازت نہ دی کہ آپ ظاہری علوم پر قناعت کرکے منیر میں قیام کرلیں، صاحب مناقب الأصفیا لکھتے ہیں "ماں کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے اکلوتے بچے کو اپنی ماں کے سپرد کیا اور کہا اس کو میری جگہ پر سمجھئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ جہاں چاہوں جاؤں، یہ سمجھ لیجئے گا کہ شرف الدین مرچکا ہے، اسکے بعد دھلی تشریف لے گئے اور مشائخ دھلی کی خدمت میں حاضر ہوئے'' (مناقب الأصفیا، ص:۱۳۲)

آپ نے دہلی کی طرف کوچ کیا، بڑے بھائی ہمراہ تھے، مشائخ دھلی کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن بزرگانِ دہلی میں سے کوئی بھی آپکی نظر میں نہیں جچا کہ آپ کسی کو اپنا خضرِ طریق بناسکیں، وجہ یہ تھی کہ آپ کے اندر معاصر علماء ومشائخ کو ناقدانہ اور محققانہ نظر سے دیکھنے کی عادت اور علوم ظاہری کے معیار پر پرکھنے کا مذاق پیدا ہوگیا تھا، سب کے ہاں حاضری دینے کے بعد فرمایا ''اگر شیخی انیست ماہم شیخیم'' اگر یہی پیری مریدی ہے تو ہم بھی شیخ ہیں، سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپکو دیکھ کر فرمایا ایک شاہین بلند پرواز ہے لیکن ہمارے جال کی قسمت میں نہیں ہے، دھلی سے پانی پت آئے لیکن وہاں بھی مقصود حاصل نہ ہوا بالآخر برادر اکبر کے مشورہ سے شیخ نجیب الدین فردوسیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، قریب پہونچتے ہی دہشت سی طاری ہوگئی، بدن پسینہ پسینہ ہوگیا، شیخ کی نظر پڑی تو فرمایا ''منہ میں پان اور رومال میں بھی پان کے پتے اور دعویٰ یہ کہ ہم بھی شیخ ہیں'' آپنے بیعت کی درخواست کی خواجہؒ نے قبول فرمالیا اور اجازت دیکر رخصت فرمایا۔ جب خواجہ نجیب الدین فردوسیؒ نے آپکو رخصت فرمایا تو آپ نے خواہش ظاہر کی کہ کچھ دن تو خدمت میں رہنے اور سلوک کی تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیں، یہ ناتواں اس اہم ذمہ داری اور نازک کام سے کیسے عہدہ برآ ہوسکے گا، شیخ نے اطمینان دلایا اور فرمایا یہ اشارہ غیبی ہے، تمہاری تربیت نبوت کی طرف سے ہوگی، آپ خواجہ نجیب الدین فردوسیؒ سے رخصت ہوئے تو عشق الٰہی کی حرارت رگ وپے میں سرایت کرچکی تھی۔ (تاریخ دعوت وعزیمت جلد ۳ ص: ۱۷۷)

کم سے کم ۷۲۴ھ سے لے کر ۷۸۲ھ تک نصف صدی سے زائد کا زمانہ خلق خدا کی ہدایت وارشاد اور طالبین کی تعلیم وتربیت میں گذرا، ایک لاکھ سے زائد انسان آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، جن میں کم سے کم تین سو آدمی عارف کامل اور واصل بحق ہوئے بہت سے ہندو فقیروں نے آپ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا اور تکمیل وتحقیق تک پہونچے۔ صاحب تاریخ دعوت وعزیمت آپکے اخلاق کے متعلق لکھتے ہیں'' آپ کے حالات اور آپکی سیرت بتاتی ہے کہ آپ نے ان اخلاق میں بھی کامل اتباع نبوی کی پوری پوری کوشش کی، اور آپکے اخلاق خلق خدا کے ساتھ برتاؤ اسکے حال پر رحمت وشفقت، مخلوق کے عیوب کی پردہ پوشی اور بندگان خدا کی دلجوئی اور دلداری میں آپ صاحب خلق عظیم کے ایک متبع اور اخلاق نبوی کا ایک نمونہ تھے۔ آپ بڑے نرم دل بندگانِ خدا کے حق میں بڑے کریم شفیق، دوست پرور اور دشمن نواز تھے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت جلد ۳ ص ۱۹۱)

آپکا بڑا امتیاز اور ترقیوں کا راز آپکی بلند ہمتی اور حوصلہ مندی ہے جو آپکی زندگی کے حالات اور آپکے مکتوبات کی سطر سطر سے ہویدا ہے، آپ شاہان وقت کو عدل گستری اور دادگری، مظلوموں کی حمایت وحفاظت کی طرف متوجہ کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ بالآخر یہ روشن وتابناک آفتاب اور ہندوستانیوں کو نور الٰہی کی ضیاء پاش کرنوں سے منور کرنے والا یہ سورج ۶؍شوال ۷۸۲ھ بروز بدھ عشاء کی نماز وقت ہمیشہ ہمیش کے غروب ہوگیا، اگلے روز چاشت کے وقت تدفین عمل میں آئی، نماز جنازہ حضرت شیخ اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے پڑھائی۔ (تاریخ دعوت وعزیمت جلد ۳ ص ۲۱۳)

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے ☆ سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

دعاۃ ومبلغین امارت شرعیہ اور ملت کے ترجمان ہیں، اپنے عمل اور کردار سے ملت کی ترجمانی کریں: امیر شریعت

امارت شرعیہ کے شعبہ تبلیغ وتنظیم میں بحالی کے لیے منتخب شدہ 59 علماء کی سہ روزہ تربیت اختتام پذیر، پہلے دن امیر شریعت اور نائب امیر شریعت کی ناصحانہ گفتگو

امارت شرعیہ کے شعبۂ تبلیغ وتنظیم میں ۵۹؍علماء کرام کو بحیثیت دعاۃ ومبلغین بحالی کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ مورخہ ۲۰؍مارچ تا ۲۲؍مارچ ۲۰۲۲ء ان بحال شدہ دعاۃ ومبلغین کی سہ روزہ تربیت ہوئی جس کا آغاز امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب و نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب کے ناصحانہ خطاب سے ہوا۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اپنی ناصحانہ گفتگو میں فرمایا کہ دعاۃ ومبلغین نہ صرف امارت شرعیہ کے بلکہ پوری ملت کے ترجمان ہیں، اس لیے آپ سب اپنے عمل وکردار سے ملت کی ترجمانی کریں۔ آپ کا انتخاب جس کام کے لیے ہوا ہے، اس میں بہت ساری مشکلات وپریشانیاں آئیں گی، لیکن اگر آپ نے حسن اخلاق کے ساتھ ان پریشانیوں اور مشکلات کو جھیلنا سیکھ لیا تو آپ کامیاب ہوں گے۔ آپ اپنے دائرہ کو پہچانئے اور جو عمل آپ کی استطاعت اور دائرہ اختیار میں ہو اس پر استقامت کے ساتھ عمل کیجئے۔ جو چیزیں آپ کے دائرہ فہم اور دائرہ عمل سے باہر ہیں ان میں الجھ کر نہ رہ جائیں۔ آپ اس بات پر غور کریں کہ آپ کو اپنے کام میں کامیاب ہونے کے لیے کون کون سے کام پابندی سے کرنے ہیں، پھر ان پر پابندی سے عمل کریں۔ ہمیشہ اپنے کام اور اپنی زندگی میں توازن کو برقرار رکھیں۔ اگر توازن نہیں ہوگا تو دونوں خراب ہوجائیں گے۔ آپ امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات کی پوری معلومات حاصل کیجئے اور ملت ان سے کیسے فائدہ اٹھا سکتی ہے یہ بات ملت کے سامنے رکھئے، آپ انہیں بتائیے کہ اگر امارت شرعیہ کے نظام کو ملت نے قبول کرلیا تو ہم سب ایک بہتر معاشرہ کی تشکیل آسانی سے کرسکتے ہیں۔ امارت شرعیہ کے ترجمان'' نقیب'' کی اہمیت سے لوگوں کو واقف کرائیے اور کوشش کیجئے کہ ہر ہفتے نقیب کا کم ازکم ایک خریدار ضرور بنائیں۔ آپ اپنے قول وعمل سے امارت شرعیہ کا پیغام ہر جگہ پہونچائیے اور اس راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کو ہمت اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کیجئے، ان شاء اللہ اس سے آپ کی شخصیت کا بھی فائدہ ہوگا، امارت شرعیہ کا بھی فائدہ ہوگا اور ملت بھی آپ سے فائدہ اٹھائے گی۔ نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نے کہا کہ آپ سب حضرات امارت شرعیہ کے سفیر ہیں، اپنی ذات کے سفیر مت بن جائیے گا۔ امارت شرعیہ کے مفاد کو اپنے مفاد پر مقدم رکھیئے، ان شاء اللہ اس سے دنیا میں بھی آپ کی ناموری ہوگی اور آخرت میں بھی سرخ رو ہوں گے۔ جو گائڈ لائن امارت شرعیہ سے دی جائے اس کے مطابق کام کریں اور ہمیشہ سیکھنے کی کوشش کریں۔ صبر، برداشت اور تحمل کے ساتھ اپنے کاموں کو انجام دیجئے ان شاء اللہ آپ کامیاب ہوں گے۔ قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ آپ حضرات ہمارے لیے ایک تحفہ کی حیثیت رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمارے کاموں کا معاون منتخب فرمایا ہے۔ آپ حضرات بھی اس ادارے کی قدر ومنزلت کو پہچانیں، یہ وہ ادارہ ہے، جس کو مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ جیسے دوربین ودوررس مرد قلندر نے قائم کیا، اس ادارہ سے آپ کی وابستگی ہوئی ہے، اس پر اللہ کا شکر ادا کیجئے۔ جتنا آپ اس ادارہ کو سمجھیں گے آپ کے لیے کام کرنا اتنا ہی آسان ہوگا۔ آپ فیلڈ میں جائیں تو ایک بات ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ آپ کو بہت کچھ تلخ وشیریں سننا پڑ سکتا ہے، ساری باتوں کا جواب نہیں دینا ہے، خاموشی بہت سی باتوں کا جواب ہے۔ مصیبتوں اور پریشانیوں پر صبر کیجیے۔ دعوت وتبلیغ کی راہ میں اکابر نے جو دشواریاں سہی ہیں ان کو مدنظر رکھیں، ان شاء اللہ اس سے آپ کو کام کرنا آسان ہوگا۔ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ وانچارج شعبہ تبلیغ و تنظیم نے کہا کہ امیر شریعت سابعؒ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ شعبہ تنظیم میں سو علماء کرام کی بحالی ہو، لیکن ان کی زندگی تک پچپن علماء کرام اس شعبہ سے وابستہ ہوسکے تھے، آج الحمد اللہ آپ کے جانشیں موجودہ امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ کی ہدایت پر ۵۹؍علماء کرام بحالی کے لیے منتخب ہوئے ہیں اور یہ تعداد سو سے زائد ہوگئی ہے۔ ایک سو تین علماء کرام نے کئی مرحلوں میں تقریری اور تحریری امتحانوں میں حصہ لیا تھا اور آج یہ کامیاب ہونے والے علماء یہاں بیٹھے ہیں، آپ سب خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس ادارہ کی خدمت کا موقع دیا ہے۔ الحمد اللہ سبھی منتخب شدہ علماء کرام کی تین روزہ تربیت ہوئی اور امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات اور طریقۂ کار سے انہیں واقف کرایا گیا تاکہ آگے کے مراحل میں ان کے لیے کام کرنا آسان ہو۔ ان دعاۃ ومبلغین کو قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی، مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ اور مولانا سید محمد عادل فریدی قاسمی نے بھی قیمتی نصیحتیں کیں اور مختلف شعبہ جات سے واقف کرایا۔ جبکہ مولانا مفتی شہنواز احمد مظاہری، مولانا عبداللہ جاوید صاحب وغیرہ نے انتظامی امور کو انجام دیا۔

Scanned with CamScanner

بقیہ صفحہ اول ....

ان دنوں جو مذہبی رسائل نکل رہے ہیں ان میں رسالہ دارالعلوم، آئینہ دارالعلوم، آئینہ مظاہر علوم، شارق، دین مبیں، ارمغان، راہ اعتدال، کنزالایمان، اشرفیہ، مخدوم، الرسالہ وغیرہ مذہبی بیداری پیدا کرنے میں اہم رول ادا کرر ہے ہیں، ان میں سے بیش تر مدارس اسلامیہ کے ترجمان ہیں اور متعلقہ اداروں کا رنگ وآہنگ ان پر غالب رہتا ہے، ان میں سے بعضے اپنے مسلک کی ترویج واشاعت کے لیے بھی اپنے رسائل کا استعمال کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اردو اخبارات قاری کے تقاضوں کی تکمیل اب بھی نہیں کر پا رہے، وجہ وسائل کی کمی ہے، یہ کمی کبھی تو اس لیے محسوس ہوتی ہے کہ اردو اخبار کے مالکان رقم ضرورت کے مطابق نکالنا نہیں چاہتے یا واقعتاً چھوٹے اخبار ہونے کی وجہ سے وہ اخبارات کے لیے رقم فراہم نہیں کر پاتے، اردو اخبارات (کارپوریٹ گھرانے کے اخبار کو چھوڑ کر) مضامین، مقالات، مزاحیہ کالم اور تبصرہ وغیرہ لکھنے والوں پر ایک روپیہ بھی صرف نہیں کرتے، ان کے نزدیک اردو مضامین ومقالات کا اپنے اخبار میں چھاپ دینا ہی قلم کاروں پر احسان ہے، اس کی وجہ سے وہ لوگ جو قلم کی مزدوری کرتے ہیں اردو اخبارات کو معیاری، تحقیقی مضامین دے نہیں پاتے، بلکہ کئی اردو کے ادیب جو ہندی انگریزی میں لکھنے پر قادر ہیں اردو اخبارات کے بجائے ہندی انگریزی میں لکھنا پسند کرتے ہیں؛ کیوں کہ وہاں سے انہیں کچھ یافت ہو جاتی ہے، اس معاملہ میں ماہانہ رسائل جو سرکاری اکیڈمیوں کی طرف سے نکلا کرتے ہیں، مستثنیٰ ہیں، لیکن ان کے یہاں بھی مضامین کے انتخاب کا جو معیار ہے اس میں بھی بہت ساری ترجیحات ہیں، مضمون نگار اگر ان ترجیحات پر پورا نہیں اترتا تو وہاں بھی معاملہ خالی ہی خالی ہے۔

نقیب کا انتظار رہتا ہے

میرے دفتر میں امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کا ہفتہ وار ترجمان نقیب پابندی وقت سے پہونچ رہا ہے اور اس سے استفادہ کا موقع بھی مل رہا ہے، ماشاء اللہ اس کے مضامین اچھے اور معیاری ہوتے ہیں، اکثر مجھ سے محلّہ کی مسجد کے امام صاحب اپنے گھر منگواتے ہیں اور کہا کرتے ہیں اس سے ہمیں تقریر کرنے میں موادمل جاتا ہے، اس لئے مجھے بھی نقیب کا انتظار رہتا ہے، ماشاء اللہ اس کی طباعت اور کاغذ بھی قدرے ٹھیک ہے، پہلے سے اس کا معیار بہت بہتر ہوا ہے، میں اس کے لئے ایڈیٹر صاحب، معاون ایڈیٹر اور جملہ اسٹاف کو مبارک باد دیتا ہوں اور اللہ سے ادارہ کی ترقی کی دعاء کرتا ہوں۔

محمد عبدالقیوم
حمایت نگر، حیدرآباد

دار العلوم بسوریا دیوراج کے صدر اور امارت شرعیہ کے لوریا بلاک کے صدر جناب انجینئر فاروق صاحب کا انتقال

دینی وملی حلقوں میں یہ خبر بڑے دکھ کے ساتھ سنی جائے گی کہ دارالعلوم بسوریا دیوراج، ضلع مغربی چمپارن کے صدر، امارت شرعیہ کے لوریا بلاک کے صدر، علماء نواز، دینی وملی کاموں میں پیش پیش رہنے والے جناب انجینئر محمد فاروق صاحب کا مورخہ ۲۲/مارچ ۲۰۲۲ء کو اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! نماز جنازہ مورخہ ۲۳/مارچ ۲۰۲۲ء روز بدھ کو بعد نماز عصر ان کے آبائی وطن میں ادا کی گئی۔ مرحوم کا امارت شرعیہ اور اس کے تمام اکابر سے والہانہ اور عقیدت مندانہ تعلق تھا۔ امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جب بھی اس علاقہ میں سفر ہوا، آپ کو ہی شرف میزبانی ملا اور آپ نے ہمیشہ ان بزرگوں کی خدمت کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھا۔ اس علاقہ میں امارت شرعیہ کے کاموں کے مضبوط حامی اور معاون تھے۔ امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی صاحب کے چھوٹے بھائی جناب انجینئر عمیر صاحب کے سگے خسر اور جناب مولانا سہیل احمد ندوی صاحب کے چچا سسر تھے۔ ان کا شمار علاقہ کی با اثر شخصیات میں ہوتا تھا۔ سماجی وملی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ ان کے انتقال پر نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی، قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی، نائب قاضی مولانا مفتی وصی احمد قاسمی ومولانا محمد سہیل اختر قاسمی، مفتی امارت شرعیہ مولانا سہیل احمد قاسمی ومفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی، نائبین نظماء مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا سہیل احمد ندوی ومولانا مفتی محمد سہراب ندوی کے علاوہ دیگر ذمہ داران وکارکنان امارت شرعیہ نے ان کے انتقال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ ان کے انتقال سے امارت شرعیہ ایک مخلص ہمدرد سے محروم ہو گئی، اللہ تعالیٰ ان کے سئیات کو درگزر کرے، ان کے حسنات کو قبول کرے، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبر وثبات کی توفیق دے، آمین، قارئین سے بھی دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

اعلان داخلہ برائے تربیت قضاء

کسی مستند ادارے سے فارغ التحصیل عالم دین جو فقہ وفتاویٰ سے انسیت رکھتے ہوں اور کار قضاء سے دلچسپی بھی رکھتے ہوں، اُن کے لیے مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف میں قضاء کی تربیت کا نظم ہے۔ خواہش مند حضرات داخلہ کے لئے مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ بہار کے پتہ پر اپنی درخواست ۱۰/شوال المکرّم ۱۴۴۳ھ تک ارسال کردیں۔ درخواست کے ساتھ فضیلت کی سند یا تصدیق نامہ، آدھار کارڈ اور رابطہ نمبر ضرور ارسال کریں۔ درخواست موصول ہونے کے بعد داخلہ امتحان کی تاریخ سے آپ کو مطلع کردیا جائے گا۔ فقط۔

قاضی شریعت
مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ

رابطہ نمبر: 9431804684/9334127964 ای میل darulquaza.imarat@gmail.com

اعــــلان مفقــود الخبـــری

معاملہ نمبر ۱۵/۲۲۲/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ چمپانگر بھاگلپور)

عشرت پروین بنت معین الدین مقام گلی بھٹہ، ڈاکخانہ صاحب گنج ضلع صاحب گنج، جھارکھنڈ۔ فریق اول

بنام

محمد صابر منصوری ولد محمد فقیر منصوری مرحوم مقام ایل سی روڈ ڈاکخانہ وضلع صاحب گنج، جھارکھنڈ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ چمپانگر بھاگلپور میں عرصہ تین سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۰/شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۲/مئی ۲۰۲۲ء روز اتوار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۳۲/۲۴۸۵/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ جمشید پور)

شگفتہ جبیں بنت محمد منصور عالم مقام علی باغ کالونی ڈاکخانہ ذاکر نگر ضلع جمشید پور۔ فریق اول

بنام

محمد آفتاب عالم ولد محمد سلیم مرحوم مقام وڈاکخانہ پچام ضلع لکھی سرائے۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ جمشید پور میں عرصہ ڈھائی سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۹/مئی ۲۰۲۲ء روز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۶/۴۹۲/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کٹک)

کنیز فاطمہ بنت شیخ جلیل مقام اوھل جگت سنگھ پور ضلع جگت سنگھ پور۔ فریق اول

بنام

اسلام خان ولد سلامت خان مرحوم تھرپاپاڑہ، سوپور، ضلع کٹک، اڈیشہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ کٹک میں عرصہ دس سالوں سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۳/شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۵/مئی ۲۰۲۲ء روز اتوار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۰/۱۵۶/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد سوپول)

شاہ جہاں بنت محمد ابوالحسن منصوری مقام چھتی ہنومان نگر وارڈ نمبر ۱۱، ڈاکخانہ چھتی ہنومان نگر ضلع سوپول۔ فریق اول

بنام

محمد شبیر عالم ولد محمد امین مقام بوان چھوٹا وارڈ نمبر ۱۱، ڈاکخانہ گھرنا بازار ضلع ارریہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد سوپول میں عرصہ ساڑھے پانچ سالوں سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۶/شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۸/مئی ۲۰۲۲ء روز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

روزہ کے طبی فائدے

روزے کے جہاں روحانی فائدے ہیں وہیں ان گنت جسمانی فائدے بھی ہیں۔جس طرح روزہ ہماری روحانی پاکیزگی کے لئے ضروری ہے اسی طرح جسم کے فاسد مادوں کودور کرنے کے لئے روزہ ضروری ہے۔جسم سے فاسد مادے خارج ہوکر ہمارے جسم وروح صاف کر دیتے ہیں۔روزے کے معاشرتی فائدوں کے ساتھ ساتھ صحت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

کیا شوگر کے مریض کو روزہ رکھنا چاھئے ؟

شوگر کے مریضوں میں یہ بات بہت عام ہے کہ شوگر کے مریض روزہ نہیں رکھ سکتے ۔میں بہت سے ایسے شوگر کے مریضوں کو جانتا ہوں جو روزہ رکھتے ہیں۔روزہ کی حالت میں Hypoglycemia کے شکار وہ مریض زیادہ ہوتے ہیں جو انسولین لگا رہے ہوتے ہیں۔ رمضان شروع ہونے سے ایک ماہ قبل ہی ایسے مریض اپنے ڈاکٹر سے مل کر انسولین یا شوگر کی دوا کو Adjust کروالیں اور ڈائیٹیشن سے خوراک کے متعلق تفصیلات حاصل کر کے اس پر عمل کریں تو وہ آسانی سے روزہ رکھ سکتے ہیں۔شوگر کے مریض اپنی جسمانی سرگرمیوں کو کم کریں تاکہ Hypoglycemia سے بچا جاسکے۔شوگر کے مریض اکثر روزہ کھولتے وقت دوا لینا بھول جاتے ہیں کھانا زیادہ کھا لینے سے بھی ان کے خون میں شوگر کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

پانی کی کمی: گرم موسم میں پانی کا اخراج پسینے کی صورت میں بہت زیادہ ہوجاتا ہے۔کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ پانی پئیں۔

ذیابیطس کے مریض سحری میں کیا کھائیں؟

شوگر کے مریضوں کے علاوہ رمضان مٹاپے کے شکار لوگوں کے لئے وزن کم کرنے کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے ۔ یہ بلڈ پریشر اور کولیسٹرول کے مریضوں کو بھی مرض کنٹرول کرنے میں بہت مدد دیتا ہے۔ روزے کی حالت میں ہمارا معدہ خالی ہوتا ہے۔جسے ہم افطار کے وقت ثقیل کھانوں اور تیزابیت والی خوراک سے بھر دیتے ہیں۔نتیجتاً معدے کی جلن، تیزابیت، بدہضمی، زیادہ تیل اور مصالحوں والے کھانوں کی بدولت پیاس کی زیادتی، قبض، وغیرہ کی شکایت عام ہو جاتی ہے۔جبکہ بعض جگہوں کے لوگ کھجور کو تھوڑے سے پانی میں بھگوکر اس کا گودا نکال کر روٹی پر لیپ کر کھاتے ہیں۔ساتھ ہی تھوڑا سا زیتون کا تیل کھاتے ہیں جو بہترین افطار ہے ۔ کھجور سے آپ کو بہترین طاقت ملتی ہے۔اس کے علاوہ تازہ پھل اور اس کے رس یا دہی اور لسی افطاری کے بہترین کھانے ہیں۔مدینہ میں دیکھا کہ افطار میں ایک بڑا سا تھال آتا جس میں کھجوریں، تازہ سلاد، زیتون اور پنیر ہوتا ہے۔پھل اور ایک سوپ نما کھانا ہوتا ہے۔ جس میں جَو، Mutton اور کچھ نوڈلز ہوتے اور ان کی Baked کی ہوئی روائتی مٹھائیاں ہوتی۔یقین کریں رمضان میں ہر گھر کا تیل اور چینی کا خرچ تین گنا نہیں تو ڈھائی گنا ضرور بڑھ جاتا ہوگا۔ کیونکہ پکوڑے، سموسے، دہی بھلے، رول، کچوری، چنا چاٹ، فروٹ چاٹ کے بغیر تو روزہ کھل ہی نہیں سکتا یہ ایک غلط تصور Concept ہے ۔ وہ وقت جو رب ذوالجلال سے دعا مانگنے کا ہوتا ہے وہ ہم کھانے کی ترکیبوں اور کھانے بنانے میں صرف کر دیتے ہیں۔کیا کبھی ہم نے روزے کے معاشرتی پہلو پر غور کیا ہے۔اللہ کو اس کی پروا نہیں ہے کہ ہم کچھ کھائیں یا بھوکے رہیں۔ وہ تو ہم میں تقویٰ دیکھنا چاہتا ہے۔کیا کبھی ہم نے روزے کی بھوک یا کمزوری میں مفلس و نادار لوگوں کی بھوک کو محسوس کیا۔وہ پیسہ جو ہم اپنے دسترخوان سجانے اور افطار پارٹیوں میں خرچ کرتے ہیں، کبھی ان مفلس و نادار لوگوں کو اس خیال سے دیا کہ ہماری بھی کچھ آخرت سنور جائے؟

صحت بخش غذائیں:

افطار میں تین سے چار کھجوریں کھا لینے سے خون میں شوگر کی مقدار جلد بہتر ہو جاتی ہے اور Hypoglycemia کی وجہ سے ہونے والے سردرد میں افاقہ ہوتا ہے ۔ چنا چاٹ آلو اور رنگ برنگی موسمی سبزیوں کا سلاد، اخروٹ، بادام اور زیتون کے ساتھ بنانا چاہئے ۔مختلف پھلوں کی چاٹ بغیر چینی کے بنائیے ۔رمضان میں Synthetic جوسز، کولڈ ڈرنکس کے بجائے جو اور شکر کا شربت، لسی، آڑو کا شربت، فالسے کا شربت یا تربوز کا جوس استعمال کریں۔بریانی کے مصالحوں میں Anti Oxidants اور Poly Phenols موجود ہوتے ہیں جو جسم کو کئی بیماریوں کے خلاف مدافعت فراہم کرتے ہیں۔اپنے کھانوں میں یکسانیت کے بجائے تنوع پیدا کریں۔ تلے ہوئے کھانوں کے بجائے کم چکنائی اور Bake کئے ہوئے کھانے استعمال کریں۔سحر و افطار میں غذائیت سے بھرپور نارمل کھانا کھائیں ۔ بہت زیادہ چکنائی نمک اور چینی سے پرہیز کریں۔اپنے کھانوں میں پکی ہوئی اور کچی سبزیاں، پھل، دالیں، گوشت، مچھلی اور انڈے شامل کریں۔رمضان میں سگریٹ نوشی ترک کرنا نہایت آسان ہے۔تھوڑا نفس کو مار کر مضبوط اعصاب کے ساتھ کوشش کیجئے ۔جب ہم روزے کی حالت میں ہوتے ہیں تو ہمارے جسم میں موجود چربی توانائی میں تبدیل ہوتی رہتی ہے جس کی بدولت جسم میں موجود فالتو چربی کم ہو جاتی ہے اور وزن میں کمی واقع ہوتی ہے۔ ڈاکٹر Mahrof Razeen جو آکسفورڈ میں Anesthetist ہیں، کہتے ہیں کہ غذا اور صحت کا تعلق بہت مضبوط ہے۔ گوکہ رمضان وزن کم کرنے والوں کے لئے ایک زبردست Opportunity ہے لیکن اس سے کہیں زیادہ اس کے روحانی فائدے ہیں۔ بیک وقت ہم جسمانی اور روحانی فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔رمضان نفس کے خلاف لڑنے کی اور اللہ کی رضا کے لئے اپنی خواہشوں کے آگے بے بس ہونے کے بجائے اللہ کی رضا کو فوقیت دینے کی ہماری تربیت کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی رحمتوں، برکتوں سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔زیادہ سے زیادہ عبادات نوافل تلاوت قرآن پاک اور قضا روزوں کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ ہماری روح اور جسم کو بیماری سے پاک کردے۔ پرانے رشتے استوار کیجئے ۔غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی اللہ سے مانگئے اور رب کے بندوں سے بھی کیونکہ اللہ اپنے حقوق معاف فرمادیں گے اپنے بندوں کے نہیں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

جسٹس ہریش چندر مشرا (ریٹائرڈ) دہلی کے لوک آیکت مقرر

جھارکھنڈ ہائی کورٹ کے جسٹس (ریٹائرڈ) ہریش چندر مشرا نے راج نواس میں منعقدہ ایک تقریب میں دہلی کے لوک آیکت کی حیثیت سے حلف اٹھایا دہلی کے لیفٹیننٹ گورنر (ایل جی) انل بیجل نے وزیراعلیٰ اور عام آدمی پارٹی کے کنوینر اروند کیجریوال کی موجودگی میں جسٹس مشرا کو حلف دلایا۔دہلی حکومت نے کہا ہے کہ مسٹر مشرا اپنی تقرری کی تاریخ سے پانچ سال تک اس عہدے پر برقرار رہیں گے۔ان کی تقرری وزیراعلیٰ سے مشاورت کے بعد کی گئی ہے۔محترمہ ریوا کھیتر پال کے سبکدوش ہونے کے بعد دسمبر 2020 سے ہی دہلی میں لوک آیکت کا عہدہ خالی تھا۔قومی دارالحکومت میں لوک آیکت کی تقرری نہ کرنے کے معاملے میں اپوزیشن نے دہلی کی آپ حکومت کو نشانہ بنایا تھا۔دہلی ہائی کورٹ میں ایک مفاد عامہ کی عرضی بھی دائر کی گئی تھی، جس میں اروند کیجریوال کی قیادت والی حکومت کو ایک ماہ کے اندر لوک آیکت کی تقرری کرنے کی ہدایت کی درخواست کی گئی تھی۔آپ نے اپنے 2020 کے انتخابی منشور میں ایک مہینے میں لوک آیکت کی تقرری کا وعدہ کیا تھا۔محترمہ کھیتر پال کے نومبر 2015 میں لوک آیکت کا عہدہ سنبھالنے سے پہلے جسٹس) ریٹائرڈ (منموہن سرین لوک آیکت تھے ۔ وہ 2013 میں اس عہدے سے ریٹائر ہوئے ۔جسٹس مشرا جھارکھنڈ ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس بھی رہ چکے ہیں

مظفرپور شیلٹر ہوم معاملہ: حکومت بہار کو ایکشن رپورٹ داخل کرنے کی ہدایت

سپریم کورٹ نے بہار حکومت کو مظفرپور شیلٹر ہوم جنسی ہراسانی معاملے میں کارروائی کی رپورٹ داخل کرنے کی ہدایت دی ہے چیف جسٹس این وی رمنا کی سربراہی والی بنچ نے ریاستی حکومت کو 16 زیرالتوا مقدمات میں قصوروار سرکاری اہلکاروں کے خلاف کی گئی کارروائیوں کے علاوہ مقدمات کی صورتحال پر رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت دی۔بنچ نے سنٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن (سی بی آئی) کے ذریعہ قصوروار افسران کے خلاف تادیبی کارروائی اور معاملے میں شامل این جی او کو سیاہ فہرست میں ڈالنے کی سفارشات کے مطابق کارروائی کے بارے میں معلومات دینے کو کہا۔عدالت عظمیٰ نے ریاستی حکومت کو یہ ہدایات صحافی نویدیتا جھا کی ایک عرضی کی سماعت کے دوران دیں۔انہوں نے اس معاملے کی میڈیا رپورٹنگ پر پٹنہ ہائی کورٹ کی طرف سے لگائی گئی وسیع پیمانے پر پابندی کو چیلنج کیا تھا۔بہار کے مظفرپور میں ایک این جی او کے ذریعہ چلائے جانے والے شیلٹر ہوم میں 30 سے زیادہ لڑکیوں کے ساتھ مبینہ عصمت دری اور جنسی زیادتی کا سنسنی خیز معاملہ ایک آڈٹ رپورٹ کے بعد سامنے آیا تھا۔

رسوئی گیس میں 50 روپے کا اضافہ

آئل مارکیٹنگ کمپنیوں نے گھریلو گیس سلنڈر (ایل پی جی سلنڈر) کی قیمتوں میں اضافہ کردیا ہے۔کمپنیوں نے پٹرول اور ڈیزل کے داموں میں بھی 80 پیسے فی لیٹر کا اضافہ کیا تھا۔اس سے چند روز قبل دودھ کی بڑی کمپنیوں نے دودھ کے داموں میں 2 سے 5 روپے فی لیٹر کا اضافہ کیا تھا۔اس طرح عوام پر مہنگائی نے چہار سو سے حملہ کر دیا ہے۔ پٹرولیم مصنوعات پر روس یوکرین جنگ کا اثر پڑ رہا ہے کیونکہ خام تیل کے داموں میں اضافہ ہو چکا ہے۔تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حکومت چاہے تو قیمتوں کو قابو میں رکھ سکتی ہے، کیونکہ حال ہی میں 5 ریاستوں میں انتخابات تھے اور بین الاقوامی سطح پر خام تیل میں اضافہ کے باوجود گھریلو سطح پر پٹرولیم مصنوعات کے دام مستحکم رہے۔کئی ماہ کے وقفے کے بعد ایل پی جی سلنڈر کے داموں میں 50 روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔آخری بار گھریلو ایل پی جی سلنڈروں کے دام 6 اکتوبر 2021 کو تبدیل کئے گئے تھے۔

دہلی فسادات: سونیا، راہل گاندھی سمیت متعدد لیڈران کو ہائی کورٹ کا نیا نوٹس

دہلی ہائی کورٹ نے شمال مشرقی دہلی کے تشدد اور سیاسی رہنماؤں کی مبینہ اشتعال انگیز تقاریر سے متعلق درخواستوں کی سماعت کرتے ہوئے منگل کو سونیا گاندھی، راہل گاندھی، انوراگ ٹھاکر اور کپل مشرا سمیت کئی سرکردہ افراد، کارکنوں اور دیگر کو نئے نوٹس جاری کیے ہیں۔ہائی کورٹ نے منگل کو تازہ نوٹس جاری کیے، تاہم یہ مشاہدہ کرتے ہوئے کہ عرضی گزار نے تجویز کردہ جواب دہندگان کے نئے نام کے ساتھ ترمیم شدہ پٹیشن دائر کرتے وقت پروسیسڈ فیس فائل نہیں کی۔اس نے اس معاملے میں ابھی تک پروسیس فیس جمع نہ کرنے پر درخواست گزاروں کے ساتھ ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ہائی کورٹ نے درخواست گزاروں کی طرف سے داخل کی گئی ایک درخواست پر نوٹس جاری کیا جس میں کئی سیاستدانوں کے خلاف ان کی مبینہ اشتعال انگیز تقریروں کے لیے ایف آئی آر درج کرنے کی مانگ کی گئی تھی۔جسٹس سدھارتھ مردول اور جسٹس رجنیش بھٹناگر کی بنچ نے کانگریس لیڈر سونیا گاندھی، پرینکا گاندھی واڈرا، راہل گاندھی اور بی جے پی لیڈران انوراگ ٹھاکر، پرویش ورما، کپل مشرا اور دیگر کو تازہ نوٹس جاری کیا ہے۔عدالت نے ان نئی ترمیم شدہ فریقین کو ملزم کہنے پر وکیل پر بھی برہمی کا اظہار کیا۔عدالت نے کہا ہے کہ یہ صرف مجوزہ مدعا علیہ ہیں، یہ ملزم نہیں ہیں۔ہم اس کا جواب تلاش کر رہے ہیں کیونکہ آپ نے ان پر الزامات لگائے ہیں۔

Volume:62/72,Issue:13 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

انصاف ظالموں کی حمایت میں جائے گا
یہ حال ہے تو کون عدالت میں جائے گا (راحت اندوری)

حجاب پر فیصلے سے مایوسی!

سید مجاہد حسین

اتر پردیش میں پچھلے دنوں الیکشن کے دوران اٹھائے گئے حجاب معاملے پر کرناٹک ہائی کورٹ کا فیصلہ آگیا ہے، عدالت نے اس معاملے پر سنوائی مکمل کرلی تھی لیکن فیصلہ محفوظ رکھا تھا، عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ مسلم خواتین کی جانب سے حجاب پہننا اسلام کے تحت ضروری مذہبی روایات کا حصہ نہیں ہے اور اسکولوں کے یونیفارم کا نفاذ محض ایک مناسب نظم ہے جس پر طلبہ وطالبات اعتراض نہیں کرسکتیں، غور طلب ہے کہ عدالت کا یہ فیصلہ اس وقت آیا ہے جب اتر پردیش میں انتخابات ختم ہوگئے ہیں جبکہ گجرات اور کرناٹک میں اسمبلی الیکشن قریب ہیں، یوپی میں بی جے پی کی حکومت قائم ہوگئی ہے جہاں اسے تمام پارٹیوں پر برتری حاصل ہوئی ہے۔

دراصل اس معاملے پر گہرائی سے نگاہ ڈالی جائے تو پورا معاملہ ایک سوچی سمجھی سازش کا حصہ لگتا ہے، جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح کرناٹک میں اس حجاب معاملے کو تنازع کی شکل دی گئی، پہلے شوشہ چھوڑا گیا، اس کو کئی دن تک ہوا دی گئی، کئی دن تک اس پر سیاسی بیان بازیوں کا سلسلہ چلا، اسکول کالج بند کرکے شہر کے ماحول کو گرمایا گیا اور پھر ایک دن اسے عدالت کے سامنے اٹھایا گیا، اسی وقت سے یہ خدشہ ظاہر کیا جارہا تھا کہ عدالت کا فیصلہ کچھ امید افزا نہیں ہوگا اور اس میں حجاب پہننے والی مسلم خواتین کی ہار ہوگی، آج وہی کچھ ہوا، ایک سیاسی پارٹی نے کسی طرح اپنے وجود کو بچانے کیلئے پورا کھیل رچا اور کئی ہفتوں تک ملک بھر میں مسلمانوں کے شرعی لباس کے ایک حصہ کو تماشا بنا کر رکھا، ہمیں یاد ہے کہ ان دنوں جس طرح ایک ویڈیو کے سامنے آنے کے بعد تمام حقیقت سے پردہ اٹھا تھا اور پوری دنیا میں اس بات پر تھو تھو ہوئی تھی کہ کس طرح اسکول کی طالبہ کو نعرہ لگانے کو صرف اس لئے مجبور ہونا پڑا کہ وہ اپنی حیا اور پاکدامنی کی حفاظت کیلئے لڑائی لڑ رہی تھی، اس ویڈیو میں کچھ شرارت پسند اس کو دیکھ کر جے شری رام کے نعرے ہی نہیں لگا رہے تھے بلکہ وہ کیسری پگڑیاں پہنے اور ہاتھوں میں جھنڈے لے کر کالج کے اندر تک گھس آئے تھے، جن کو اس لڑکی نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرکے منہ توڑ جواب دیا تھا! دلچسپ بات یہ ہے کہ اس وقت پولیس انتظامیہ مفلوج کھڑی تھی اور لڑکے اس کا پیچھا کر رہے تھے، کیا یہ سب ایک سوچی سمجھی سازش کا حصہ نہیں تھا؟ اس لئے اس ویڈیو کے بعد اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی کہ کسی طرح حجاب کے معاملے کو اتنا طول دیا جائے کہ معاملہ عدالت تک پہنچ جائے، یاد رہے کہ اس وقت وہ ویڈیو بھی سامنے آیا تھا جس میں کچھ لڑکے کھڑے ہیں اور ان کے سامنے پیلے رنگ کی پگڑیاں رکھی ہوئی ہیں اور وہ انہیں پہن رہے ہوتے ہیں! جو اس پوری سازش کا ایک حصہ لگ رہا تھا، لیکن ایسا لگتا ہے کہ عدالت کو معاملے کے دوسرے رخ سے واقف ہی نہیں کرایا گیا جس سے کہ حقیقت کا اسے پتا چلتا، اب چونکہ عدالت کا فیصلہ ہے لہٰذا اسے اونچی عدالت میں چیلنج کرنے کا راستہ ابھی بند نہیں ہوا ہے، اس لئے اس پر ابھی مزید کچھ کہنا مناسب نہیں ہوگا، سوال یہ اٹھ رہا ہے کہ پھر قانون کی وہ دفعہ ۲۵ جس میں ہر شخص کو اپنی مرضی کے مطابق مذہب چننے اور اس پر عمل کرنے کی آزادی کا حق دیا گیا ہے کیا اس فیصلے سے اس پر ضرب تو نہیں لگ رہی ہے؟ اس جانب بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ مسلم ملی تنظیموں سمیت کئی سیاسی رہنماؤں کا اس فیصلے کے بعد جو ردعمل سامنے آرہا ہے وہ ضرور یہ بتانے کیلئے کافی ہے کہ یہ فیصلہ ان کے مطابق مسلم خواتین اور بچیوں کی تعلیم پر اثر انداز ہونے والا ہے، مسلم پرسنل لا بورڈ نے بھی اپنے ردعمل میں فیصلے کو اسلامی تعلیمات اور شریعت کے خلاف بتایا ہے، اس نے کہا ہے کہ وہ جلدی قدم اٹھائے گا، بورڈ کا کہنا ہے کہ عدالت کا فیصلہ قانون کی اس دفعہ ۱۵ کے خلاف ہے، جو مذہب، نسل، ذات پات اور زبان کی بنیاد پر تفریق کے خلاف ہے، بورڈ کا کہنا ہے کہ لازم احکامات کی خلاف ورزی کرنا گناہ ہے، اس لحاظ سے حجاب ایک لازمی حکم ہے، اس پر عمل نہ کرنے سے آدمی گناہ گار ہوتا ہے، اسلئے یہ کہنا درست نہیں کہ حجاب اسلام کا لازمی حکم نہیں ہے! الغرض عدالت کے فیصلے نے مسلمانوں کو پھر نئے مخمصے میں ڈال دیا ہے۔

پچھلے کچھ سالوں کے دوران کئی معاملے اور واقعات ایسے سامنے آئے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو ان کے شرعی احکامات پر عمل کرنے سے جبراً روکا جارہا ہے، ان میں مداخلت کی جارہی ہے، مذہب کا حوالہ دے کر یا انہیں تنگ کیا جارہا ہے یا اس میں الجھانے کی کوشش کی جارہی ہے! بی جے پی حکومت کی جانب سے اس طرح کی کوششیں اپنے سیاسی وجود کو زندہ کرنے کیلئے کی جارہی ہیں جو ملک کے لئے خطرناک ہیں، اس طرح کے تنازعات مسلمانوں کے لئے ہی نہیں پورے ملک کے سیکولر ڈھانچے کی چولیں ہلا دینے کیلئے کافی ہیں، عدالت کے فیصلے کے بعد کرناٹک میں ان دنوں سخت پولس کا پہرا ہے، لوگوں میں سخت بے چینی ہے جبکہ مسلمان بچیوں کے سامنے شرعی احکامات پر تعلیم کے دوران عمل کرنے یا نہ کرنے کا سوال کھڑا ہوگیا ہے، جو پھر کسی نہ کسی تنازعے کو جنم دے سکتا ہے۔

بیت المال امارت شرعیہ میں نئی رسیدوں کی طباعت، پرانی رسیدیں کالعدم

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی قیادت میں امارت شرعیہ کے نظام کار کو مزید فعال وسرگرم اور بہتر بنانے کا عمل لگاتار جاری ہے۔ اسی ضمن میں بیت المال امارت شرعیہ کی رسیدوں کی ہر سال نئے سرے سے طباعت کا اہم فیصلہ کیا گیا ہے۔ اب تک بیت المال کی رسیدوں کی کوئی ایکسپائری مدت نہیں ہوا کرتی تھی، لیکن اب نئے مالی سال 23-2022 سے یعنی یکم اپریل 2022 سے بیت المال کی جو نئی رسیدیں جاری ہورہی ہیں، ان کی ایکسپائری مدت ایک سال کی ہوگی۔ اور 31 مارچ 2023 کے بعد وہ رسیدیں کالعدم ہوجائیں گی اور اگلے سال یکم اپریل سے پھر نئی رسیدیں جاری ہوں گی۔ یہ باتیں قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہی ہیں، انہوں نے مزید کہا کہ اب تک موجود بھی رسیدیں کالعدم قرار دے دی گئی ہیں اور اس تحریر کے ذریعہ امارت شرعیہ کے تمام کارکنان، منسلکین وعلاقوں میں موجود نقباء، نائبین نقباء و دیگر ذمہ داران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جن کے پاس بھی پرانی رسیدیں ہیں وہ 31 مارچ سے پہلے دفتر میں جمع کردیں اور اس رسید پر یکم اپریل 2022 سے کوئی رقم نہ وصولیں۔ تمام اہل خیر کو بھی اس تحریر کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ آئندہ سے وہی رسید قبول کریں جس پر ویلیڈیشن (Validation) کی مدت درج ہو۔ یہاں پر دونوں رسیدوں کا نمونہ دیا جارہا ہے اور دونوں رسیدوں میں جو فرق ہے اسکو درج کیا جارہا ہے۔ تاکہ کسی کو کوئی اشتباہ نہ ہو۔

(✓) فرق نمبر 1۔ نئی رسید میں سب سے اوپر فرد نمبر اور جلد نمبر کے درمیان Valid From April 2022to March 2023 لکھا ہوا ہے۔ جبکہ پرانی رسید میں فرد نمبر اور جلد نمبر کے درمیان میں ویلیڈیشن درج نہیں ہے۔

(✓) فرق نمبر 2۔ نئی رسید میں رجسٹریشن نمبر (Regd. No 763/19) اوپر میں درج نہیں ہے، بلکہ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نیچے درج ہے۔ جبکہ پرانی رسید میں رجسٹریشن نمبر (Regd. No 763/19) اوپر کی لائن میں بائیں کونے پر جلد نمبر (Book No.) کے بعد درج ہے۔

(✓) فرق نمبر 3۔ نئی رسید میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے بعد بائیں کونے پر امارت شرعیہ کا لوگو موجود ہے۔ جبکہ پرانی رسید میں یہ لوگو نہیں ہے۔

(✓) فرق نمبر 4۔ نئی رسید میں اسم گرامی اور مکمل پتہ کے بعد تیسری سطر موبائل نمبر کے لیے ہے۔ جس میں معطی کا موبائل نمبر درج کیا جائے گا۔ پھر اسی لائن میں مد کی صراحت ہے جس میں زکوٰۃ، عطیہ، فطرہ، قومی محصول، دار القضاء، چرم قربانی، صدقہ، فدیہ وغیرہ لکھا ہوا ہے، اہل خیر جس مد میں رقم دیں گے اس میں صرف ٹیج کا نشان لگا دیا جائے گا۔ جبکہ پرانی رسید میں یہ تیسری سطر موجود نہیں ہے۔ نیچے دونوں رسیدوں کا نمونہ دیا جارہا ہے۔ نئی رسید میں فرق کو سرخ نشان میں واضح کردیا گیا ہے۔

نئی رسید

پرانی رسید

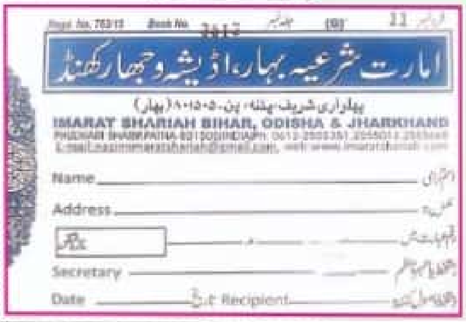

WEEK ENDING-28/03/2022, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail : naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna # 9473371988

Scanned with CamScanner